بفیضِ روحانی: محبوب الاولیا الحاج الشاہ محمد حمید الرحمن قادری رحمۃ اللہ علیہ
سلسلۂ اشاعت نمبر:۱۶

چہک بلبلِ ناداں

معروف بہ

حدیث وہابیاں

(تصنیف)

تاجدارِ تربہت علامہ محمد عبد الرحمن محبی قادری رحمۃ اللہ علیہ
(ولادت: ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء وفات: ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء)

تحقیق وترتیب

اسیر محبی ریحان رضا انجم مصباحی

ناشر:

محبی اکیڈمی پوکھرٹولہ، بستی، مدھوبنی (بہار)

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	:چہک بلبل ناداں معروف بہ حدیث وہابیان
تصنیف	:تاجدار ترہت علامہ الشاہ محمد عبدالرحمٰن محبّیؒ قادری
ترتیب وتحقیق	:ریحان رضا انجم مصباحی
پروف	:مفتی فقیہ القمر نعمانی، مولانا ارشاد عالم علیمی
کمپوزنگ	:مولانا احمد رضا صابری، پٹنہ
طبع اول	:۱۳۲۰ھ مطابق
طبع دوم	:۱۴۴۳ھ مطابق ۲۰۲۱ء
باہتمام	:انجمن نور اسلام پوکھر ٹولہ، بسفی مدھوبنی، بہار، انڈیا
ناشر	:محبیؒ اکیڈمی بسفی، مدھوبنی

Muhibba Academy

At.Pokhartola,(Bisfi) Po.Bherwa, Via-Kamtaul
Dist-Madhubani, Pin-847304, Bihar, India
e-mail : muhibbaacademy@gmail.com
e-mail : anjumannooreislam@gmail.com
Contact No. +91-9430866584

الحمد للہ المنان

کہ رسالہ حرز دین و ایمان منظومہ الات نجیبان

چہک بلبل نادان

معروف بہ

حدیث وہابیان

جسمین

...سنت سید انس و جان ماحی شر و فتن لا مذہبان ۔ عالم جلیل ۔ فاضل بے مثیل مناظر طلیق
...ان سر شکن وہابیان جناب مولانا مولوی عبد الرحمن صاحب مجتبیٰ ادام فیضہ اللہ تعالےٰ
...مکالمہ قلمبند فرمایا جو ایک وہابی کے ساتھ اون سے میدان ظہور مین آیا وہابیان
...گھنتال محمد بن عبد الوہاب کی خوب قلعی کھولی ۔ نجدیونکی اچھی طرح مٹی پلید کی

اہتمام سے

ابو المسکین محمد ضیاء الدین عفا عنہ اللہ المعین کے

مطبع حنفیہ پٹنہ بخشی محلہ مین حلیہ طبع سے آراستہ ہوا

عبارت ماقبل صفحہ عکس

الحمد للہ المنان

کہ رسالہ حرز دین وایمان مظہر حالات نجدیان

چہک بلبلِ نادان

معروف بہ

حدیث وہابیان

جس میں حامی سنیت سید انس وجان ماحی شرور وفتن لامذہبان، عالم جلیل فاضل بے مثیل، مناظر طلیق اللسان، سر شکن وہابیان جناب مولانا **عبدالرحمٰن** صاحب محبّی ادام فیضہ اللہ تعالیٰ وہ مکالمہ قلم بند فرمایا جو ایک وہابی کے ساتھ ان سے میدان ظہور میں آیا وہابیوں کے گرو گھنٹال محمد بن عبدالوہاب کی خوب قلعی کھولی نجدیوں کی اچھی طرح مٹی پلید کی

اہتمام سے

ابو المساکین محمد ضیاء الدین عفاعنہ اللہ المعین کے

مطبع حنفیہ پٹنہ، بخشی محلہ میں حلیۂ طبع سے آراستہ ہوا۔

فہرست

کتاب چہک بلبل ناداں اک تعارف

بقلم: اسیر مجبی انجم مصباحی

الحمدلولیہ والصلاۃعلی نبیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم

پیش نگاہ کتاب چہک بلبل ناداں المعروف بہ حدیث وہابیاں اس مصلح قوم اور مبلغ ملت اسلامیہ کی تصنیف ہے جن کو تاجدار ترہت فقیہ اسلام علامہ مولانا مفتی محمد عبدالرحمن مجبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے جانتی مانتی ہے۔آپ کی حیات وخدمات پر باضابطہ تحقیقی واشاعتی کام کے لئے 1998ءمیں مجبی اکیڈمی بسفی مدھوبنی بہار کا قیام عمل میں آیا یہ اس وقت بات ہے جب راقم الحروف جامعہ امجدیہ گھوسی میں زیر تعلیم تھا زمانہ طالبعلمی ہی میں اس ادارہ کے قیام کا جذبہ پیدا ہوا پھر اسی دورسے جستہ جستہ کام کرتا چلا آرہا ہوں مقام مسرت ہے کہ اس طویل سفر میں تقریبا سرکار مجبی کی چالیس سے زائد کتب رسائل مطبوعہ وغیر مطبوعہ کا سراغ ملا الحمد اللہ نصف سے زائد پر کام مکمل کر چکا ہوں ان شاء اللہ آپ کے صدسالہ کے موقع پر دستیاب تمام قلمی یادگاریں اہل علم وقلم کی میز پر ہوں گی۔۔

آپ کی درسگاہ علم وفضل سے فیض یافتگان کی تعداد تین ہزار سے زائد تھیں۔اسی عالم ربانی کی کتاب چہک بلبل ناداں ہے اصل میں یہ کتاب تاریخ نجد وحجاز پر وہابیت کے جبر وستم پر معلوماتی اور تاریخی کتاب ہے اس کو پڑھ لینے کے بعد وہابیت کی پیدائش سے لے کر حرمین طیبین پر قابض ہونے تک کی دل سوز دلخراش داستان سے مکمل طور پر واقفیت حاصل ہوجائے گی۔علامہ ضیاء الدین پیلی بھیتی جن کی کنیت ابوالمساکین تھی آپ کا قلمی وتحقیقی یادگاریں آج بھی تاریخ میں محفوظ ہیں سرکار مجبی اور اعلی حضرت امام احمد رضا قادری کے زمانے میں عظیم آباد پٹنہ سے رئیس عظیم آباد قاضی عبدالوحید فردوسی رحمۃ اللہ علیہ کے زیراہتمام مدرسہ حنفیہ اور مطبع حنفیہ کا قیام عمل میں آیا تھا مطبع حنفیہ

سے ایک منفرد المثال رسالہ تحفۂ حنفیہ شائع ہوتا تھا علامہ ضیاء الدین پیلی بھیتی بحیثیت مدیر خدمت انجام دے رہے تھے۔ اس رسالہ کی اہم خصوصیات یہ تھی کے امام احمد رضا قادری کے علاوہ دیگر علمائے اہل سنت کے رسائل قسط وار بھی شائع کئے جاتے تھے اسی رسالہ میں سرکار مجبی قادری کی کتاب چہک بلبل ناداں چند قسط میں شائع ہوئی تھی اس کی آخری قسط جس شمارہ میں شائع ہوئی تھی اس کے ساتھ علامہ ضیاء الدین پیلی بھیتی کتاب اور صاحب کتاب پر ایک تاریخی نظم بھی لکھ کر شائع کی تھی جو اس کتاب میں شامل ہے۔ مناسب سمجھتا ہوں کہ دو چند اشعار نظر قارئین کر دوں۔

پوکھریروی فاضل ذی علم اور عاقل
تائید دین میں کامل سنت پہ ہے وہ شیدا

بدمذہبوں پہ اس کا بیٹھا ہے رعب کیسا
سایہ سے اس کے بھاگا شاگرد دہلوی کا

جتنے تھے اہل بدعت مخمور جام جدت
اللہ رے اس کی جرآت سب کا نشہ اتارا

ان رہزنان دین کے ملت پہ سخت حملے
اس مرد باخدا نے روکے ہیں تنہا

لکھا ہے یہ رسالہ کیسا نفیس واعلی
الفاظ سے ہوں کہتا ہے چشم دین کا تارا

وجہ تصنیف:

چہک بلبل ناداں کتاب کے لکھنے کی وجہ بھی بڑی دلچسپ ہے۔ دیورا بندھولی جو جالے بلاک ضلع دربھنگہ میں واقع ہے وہاں کاایک مولوی محفل میلاد پڑھنے کے لئے موضع باتھ اصلی آیاتھا یہ بستی پوکھریرا شریف سے اتر واقع ہے۔ دوران تقریر اس نے آمین بالجہر اور رفع یدین اور عقائد وہابیہ کی فضیلت بیان کررہا تھا حاضرین مجلس شش پنج میں تھے اسی درمیان بچکوری نامی ایک شخص اٹھا اور سیدھا پوکھریرا شریف سرکار مجبی کی خدمت میں حاضر ہوگیا وہاں پہنچ کر انہوں نے وہابی مولوی کی تقریری ہفوات سے آگاہی دی سرکار مجبی اپنے دوست مولانا منشی عین الحق رحمۃ اللہ علیہ (مولانا منشی عین الحق ہی کے صاجزادہ مولانا سید الزماں حمدوی رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کا گھر علامہ شبنم کمالی رحمۃ اللہ علیہ اور پروفیسر انجم کمالی صاحب کے گھر سے پورب واقع ہے) کے گھر مدرسہ کے چند بچوں کو بھیج کرتا کہ ان کو بلا کر لائے پھر آپ دونوں باتھ اصلی کے لئے چل دیئے پہلے آپ سب جناب فرزند علی مرحوم کے دروازہ پر پہنچے یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ فرزند علی مرحوم اور آپ کے بیٹے محمد اسماعیل حامدی مرحوم اپنے پورے لواحقین واحباب کے ساتھ ہمیشہ سرکار مجبی کی خدمات دینیہ کے لئے کمر بستہ رہتے تھے محمد اسماعیل مرحوم کے چند بیٹے تھے بڑے بیٹے مولانا ظفر الحسن حامدی جن کے نکاح میں یکے بعد دیگر سرکار مجبی کی دو پوتی آئی جو علامہ محمد ولی الرحمن علیمی رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی تھیں دونوں بیٹی سے ایک ایک بیٹا ہوئے تھے مولانا اسرار الحسن مولانا ابرار الحسن جناب اسماعیل مرحوم کا چھوٹا بیٹا حاجی نظیر الحسن (سابق ڈیلر) ابھی بقید حیات ہیں۔ محمد اسماعیل مرحوم کے پاس ایک ہی بیٹی زیبت النساء تھی جو راقم الحروف کی دادی تھیں۔

بہر حال اچانک رات میں سرکار مجبی کی آمد پر جناب فرزند علی مرحوم چونک گئے سلام کے بعد سوالیہ انداز میں دریافت کیا حضرت اس وقت آنے کی وجہ کیا ہے سب خیریت تو ہے؟ آپ نے فرمایا باتھ میں وہابی مولوی اکر وہابیت پھیلا رہا ہے اور آپ بے خبر ہیں جس پر جناب فرزند علی نے لاعلمی کا اظہار کیا اسی درمیان حضرت مولانا رحیم بخش رحمۃ اللہ علیہ کو زمانہ طالبعلمی کے دور سے گزر رہے تھے سرکار مجبی نے ان سے دریافت کیا۔ رحیم بخش کیا تمہاری ملاقات اس مولوی سے ہوئی ہے۔ جوابا مولانا رحیم بخش رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جی جب شام میں مدرسہ پڑھ کر واپس آرہا تھا تو میری ملاقات اس مولوی سے ہوئی انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا پڑھتے ہو تو میں نے کہا کتاب اللہ اور قدوری پڑھتا ہوں جس پر اس نے مجھ سے کہا کہ آگے پڑھو گے تو تمہیں آمین بالجہر اور رفع یدین کی فضیلت معلوم ہوگی۔ پھر سرکار مجبی خود فرزند علی مرحوم کے دروازہ پر ٹھہر گئے اور مولانا منشی عین الحق مرحوم کو اپنا وکیل بنا کر محفل میں بھیجا کہ آپ خود سے جا کر دیکھیں اور سنیں کہ وہابی مولوی کیا سب بکواس کر رہا ہے پھر یہ بھی خیال رہے اگر اس سے بات یا بحث وتکرار کی نوبت آئے تو درمیان گفتگو انداز مصلح ہو حتی کہ اخلاق احمدی کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔

قربان جائیں سرکار مجبی رحمۃ اللہ علیہ کے انداز تبلیغ وارشاد پر ہر حال میں فرمان الٰہی وارشاد نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملحوظ رہتا تھا۔ بلاشبہ یہ ارشاد باری تعالیٰ کی پاسداری ہے قران میں آیا ہے: اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ ۔یعنی لوگوں کو بلاؤ اللہ تعالیٰ کی راہ کی طرف اچھی بات اور عمدہ نصیحت سے۔ (القرآن سورہ نحل 125)

مولانا منشی عین الحق رحمۃ اللہ علیہ جب محفل کی جانب چلے گئے اس کے بعد جناب فرزند علی مرحوم نے عرض کیا حضرت یہ وہابی کیا ہے؟

سرکار مجبی نے فرمایا پوکھریرا میں اتنی بڑی کانفرنس ہوئی علماء ومشائخ نے وہابیت کی حقیقت کو خوب واضح طور پر عوام الناس کے سامنے پیش کیا کہ عوام اہل سنت پر

وہابیت کی حقیقت مکمل ظاہر ہو گئی۔

اس پر جناب فرزند علی مرحوم نے کہا حضرت ہم لوگوں کے ذمہ آپ دور دراز سے آئے مہمانوں کی میزبانی کی اہم ذمہ داری سپرد کئے تھے پھر ہمارے ساتھ انتظامیہ ذمہ داری کو انجام دینے والوں کو علما و مشائخ کی تقریر سننے کی مہلت ہی نہیں ملتی تھی۔

اس بات کو سننے کے بعد سرکار مجبی نے مناسب سمجھا کہ وہابیت کی حقیقت مشتمل جامع تاریخی ایک کتاب لکھ دوں تاکہ عوام وخواص جسے اس کتاب کو پڑھ کر وہابیوں کی حقیقت سے آگاہ ہو جائیں اور اپنے عقائد و اعمال کی حفاظت کر سکیں۔اس طرح جناب فرزند علی مرحوم کی گفتگو چہک بلبل ناداں لکھنے کا سبب بن گئی۔

صدرالشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی خاص لائبریری سے جو مجھے چند کتابیں ملیں اس میں سے ایک چہک بلبل ناداں بھی ہے۔۔

اس کتاب کا تحقیقی اور ترتیب جدید کا کام لاک ڈاؤن کے پر آشوب ماحول ہی میں کیا تھا لیکن مصروفیات کے سبب کمپوزینگ کا مرحلہ باقی رہ گیا۔

مجھے امید ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ سے علم دوست کو بہت فائدہ ملے گا۔

قطعۂ تاریخ طبع

نتیجۂ فکر: ابوالمساکین علامہ ضیاء الدین پیلی بھیت

مدیر: ماہنامہ تحفۂ حنفیہ (پٹنہ)

پوکھر یروی فاضل ذی علم اور عاقل
تائید دین میں کامل سنت پہ ہے وہ شیدا

بد مذہبوں پہ اس کا بیٹھا ہے رعب کیسا
سایے سے اس کے بھاگا شاگرد دہلوی کا

جتنے تھے اہل بدعت مخمور جام جدت
اللہ رے اس کی جراءت سب کا نشہ اتارا

ان رہزنان دین کے ملت پہ سخت حملے
اس مرد باخدا نے روکے ہیں خاص تنہا

لکھا ہے یہ رسالہ کیسا نفیس و اعلیٰ
الفاظ سے ہوں کہتا ہے چشم دین کا تارا

وہابیوں کا کھولا احوال اس میں پورا
رازِ دروں کے ان کا تسمہ لگا نہ رکھا

احباب بے ریا نے پوچھا جو مجھ گدا سے
چھپنے کا سال اس کے میں کہا کہ اچھا

جو لطف اس کا چاہے تاریخ نجدیاں سے
حاسد کا سر اڑا دے ہو سال طبع ایسا

یہ التجا ضیا کی تجھ سے ہے یا الٰہی

ہوں دشمنان دینی خوار و ذلیل و رسوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا رَبِّ ثَبِّتَ لِی قَدَمِی وَقَلبِی
سُبحانَکَ اللّٰھُمَّ أَنتَ حَسبِی

لَا فَضلَ اِلَّا لِاَھلِ العِلمِ اِنَّھُم
عَلَی الھُدیٰ لِمَن اِستَھدیٰ اَدِلَّاء

ترجمہ: اور بزرگی علم والوں کے واسطے ہے بے شک وہ راہ راست پر ہیں اور طالبان ہدایت کے راہ نما ہیں۔

وَقِیمَۃُ المَرءِ مَاقَدکَانَ یُحسِنُہٗ
وَالجَا ھِلُون لِاَھلِ العِلمِ اَعدَاءٗ

ترجمہ: اور آدمی کی قدر یہ ہے کہ نیک ہو اور جاہل علم والوں کے دشمن ہیں۔

عدو کہ منطق حافظ طمع کند در شعر

ہماں حدیث ہمائے وطریق خُطاف ست

ترجمہ: دشمن/حریف جو کہ حافظ کے طرز سخن کی لالچ کرتا ہے شعر میں یہ بھی ہما کی طرح والی انہونی سی بات ہے اور اچکوں کا طریقہ ہے

حدیث بلبل ناداں غضب ہے

خرابی اس نے ڈالی گلستان میں

حدیث: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَلبَلَاءُ مُوَکَّلٌ بالمنطق

ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بَلا بولنے پر مقرر ہے۔

گل وگلچیں کا گلہ بلبل خوش لہجہ نہ کر
کہ تو گرفتار ہوئی بس اپنی صدا کے باعث

ہر مدعی کو دعویٰ بے دلیل سے خجالت کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے

نہ گفتہ ندارد کسے باتو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

ترجمہ: نہ کہی ہوئی بات کا کسی کو تجھ سے کوئی مطلب نہیں اور اگر جب تو نے کہا تو اس کی دلیل پیش کرو۔

کیوں نہیں بات ہی کرامات ہے میں اس وقت اپنے احباب کو تھوڑی دیر کے لئے تعلقات ضروریہ سے مستعفی کرا کر ہے

بیا تا گل برافشانیم و مے درساغر اندازیم
فلک را سقف بشگافیم وطرز نو در اندازیم

ترجمہ: آؤ تا کہ میں پھول بکھیروں اور پیمانے میں شراب ڈالوں آسماں کے چھت میں نشان ڈالوں اور نئے طریقے سے میں داخل ہو جاؤں

نئ گلزار کی سیر کرواتا ہوں ہے

سرم خوش ست وبانگ بلند می گویم
کہ من نسیم حیات از پیالہ می جویم

ترجمہ: میری آواز اچھی ہے اور بلند آواز سے میں بول رہا ہوں کہ میں نسیم حیات پیمانے سے تلاش کر رہا ہوں۔

بیا حافظ بہ پند تلخ کن گوش
چرا عمرے بغفلت می گذاری

ترجمہ: آؤ حافظ اور کڑوی نصیحت سن لو کیوں زندگی کو غفلت میں گزارتے ہو۔

آج تاریخ ۲۵ رصفر المظفر روز سہ شنبہ ۱۴۲۰ھ ہے اور اول عشا کا وقت عابدوں کے لئے ایک خاص دلچسپی دے رہا ہے کوئی میدان گلستاں میں زمرد گون مصلی پر قبلہ رو بیٹھ کر سبزہ زار قدرت کی طرف آنکھیں ڈال کر دائیہ ابر بہار را فرمود تا بنات نبات را در مہد زمین بہ پرورداز بر کر رہا ہے۔ کوئی کسی مسجد کے گوشے میں۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى۔ (البقرة، آیت: ۱۲۵) پر آسمان اور زمین کی بناوٹ سے وَ السَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّ اِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ(47)وَ الْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ(48) کے خوض میں۔ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ (14) (المومنون، آیت: ۱۴) کے ورد میں ایک خاص لطف پا رہا ہے۔ کوئی تمام دن کے سوچ سانچ داؤ گھات سے پار کی گلی میں پہنچ کر۔

ما مقیمان کوئے دلداریم
رخ بہ دنیا و دین نمی آریم

ترجمہ: ہم اپنے محبوب کی گلی میں مقیم چہرہ دین اور دنیا کی طرف کرتے نہیں۔

ساکنان باغ جنت کیوں نہ دیکھیں پاس سے
آج ہم پہنچے ہیں رشک روضۂ رضواں کے گھر

فرما کر دو عالم کو پھیکا کر رہا ہے۔ کوئی اپنے فروغ کے دھن میں لانبی لانبی داڑھی پر ہاتھ پھیر کر ایرے غیرے نتھو خیرے بقول مشہور۔

میرے پیا کے تین یار
ناؤ دھوبی اور منیہار

سے دس (10) بیس (20) آدمیوں کا مجمع کر کے قال اللہ تعالیٰ کاف بعبدہ۔ و۔ قال الرسول علیکم بسنتی ۔ و قال الامام الھمام اترکوا قولی بخبر الرسول ۔ سے منبر کو زیب دے رہا ہے۔

بقرآن وسنت بود کارمن

کزین ہردو بہتر نشد یارمن

ترجمہ: قرآن وسنت سے ہمارا کام کہ ان دو سے بہتر میرا کوئی دوست نہیں جناب مولانا بالفضل اولانا بھی اپنے مدرسہ کے ایک گوشے میں حصیر کہنہ پر بیٹھے ہوئے، سُبۡحٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ ۔(البقرۃ، آیت: ۳۲)

"عن عبداللہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الصدق یھدی إلی البر، وإن البر یھدی إلی الجنة، وإن الرجل لیصدق حتی یکتب صدیقاً، وإن الکذب یھدی إلی الفجور، وإن الفجور یھدی إلی النار، وإن الرجل لیکذب حتی یکتب کذاباً"

(۱۶۔ ۳۷۵، رقم الحدیث: ۶۵۸، ط: دار المعرفہ بیروت لبنان ۱۴۲۳ھ)

ترجمہ:

مبادا دل آن فرومایہ شاد

کہ از بہر دنیا دہد دین بباد

ترجمہ: کبھی نہیں ہوتا اس کم ظرف کا دل خوش، جو دنیا کے بدلے دین کو برباد کر دیتا ہے۔

دروغ اے برادر مگو زینہار

کہ کاذب بود خوار و بے اعتبار

ترجمہ: جھوٹ مت بولو ہرگز اے بھائی کیوں کہ جھوٹا ہمیشہ ذلیل وخوار اور بے اعتبار رہوتا ہے۔

کا سبق لڑکوں کو یاد کروار ہے ہیں ۔

ترسم آں قوم کہ بر درد کشاں می خنند

درسر کار خرابات کنند ایمان را

ترجمہ: ہم اس قوم کے بارے میں ڈرتے ہیں جو دردمندوں پر ہنستے ہیں کہ اپنے ایمان کو خرافات کے نذر کرر ہے ہیں۔

پچکوری باتھوی : مولوی صاحب السلام علیکم

میں (سرکار محبیؒ) : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میاں پچکوری اس وقت کیسے آئے؟

پچکوری باتھوی : حضور میرے یہاں دو وہابی آیا ہے اور کہتا ہے کہ آمین بالجہر، رفع یدین کرو سنت پیغمبر ہے ہاں اگر کسی کو یارائے کلام ہو (یعنی کسی کو اس پر اعتراض ہو) تو میرے سامنے آئے۔

میں (سرکار محبیؒ) : میاں جانے بھی دو کس بکھیڑے میں الجھے (یعنی بدانجام کی بکواس میں وقت برباد کرنے سے کیا فائدہ)

پچکوری باتھوی : حضور تو کیا ان کا دعویٰ صحیح نکلا کہ حنفیوں میں کوئی عالم نہیں ہے؟

میں (سرکار محبیؒ) : ہاں کیوں نہیں حنفیوں میں عالم کہاں؟ ان کا دعویٰ تو جلسے ہی میں صحیح نکلا، ایسے ناعاقبت اندیش سے منھ لگانا ہی عبث ہے۔

پچکوری باتھوی : حضور میں اس وقت آپ کو ضرور تکلیف دوں گا۔

میں (سرکار محبیؒ) : وہ مولانا کہاں کے رہنے والے ہیں؟

پچکوری باتھوی : حضور مجھے کیا معلوم ولی را ولی می شناسد،

ترجمہ: ولی ولی کو پہچانتا ہے۔

میں (سرکار محبیؒ) : مدرسہ کے بچوں میں سے کسی کو حکم دیا کہ کوئی عین الحق کو بلا لائے۔ بس ایک لڑکا حکم کی تعمیل میں دوڑا پھر دس منٹ کے بعد عین الحق آ گئے۔

منشی عین الحق : سامنے حاضر ہو کر آداب و تسلیمات کے بعد عرض کیا کیا حکم ہے؟

میں (سرکار محبیؒ) : اس وقت باتھ میں کوئی مولوی صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں وعظ میں کچھ اپنی وہابیت ظاہر فرما رہے ہیں ایک نظر دیکھ تو آؤ۔

منشی عین الحق : بہتر میں سو جان سے حاضر ہوں یہ میری سعادت دینی ہے کہ دو کار خیر مجھ سے ایک مرتبہ محل ظہور میں آئیں اول حکم استاد دوم دینی ضروریات ہیں۔

گوش من و حلقۂ گیسوئے یار
روی من و خاک درمی فروش

ترجمہ:

میرا کان اور محبوب کے زلف کا حلقہ (زنجیر)

میرا چہرہ اور محبوب کے در کی خاک

میں (سرکار محبیؒ) :

یارب آں نوگل خنداں کہ سپردی بمنش
میسپارم بتوازم چشم حسوداں چمنش

ترجمہ: اے رب تو نے میرے وجود کو مسکراتے پھول کے حوالے کیا ہے میں اس چمن کو حاسدوں کی بدنظری سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔

منشی عین الحق : بہتر یہ ہے کہ آپ بھی تشریف لے چلیں۔

میں (سرکار محبیؒ) : درکار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

ترجمہ: اچھے کام میں کسی استخارہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ کہتا ہوا میں اٹھ کھڑا ہوا، آٹھ دس طلبہ مدرسہ سے نکل کر شامل ہو گئے ۲۵ / ۳۰ منٹ کے اندر ہی اندر موضع باتھ فرزند علی خبطہ رعیت کے دروازے پر پہنچ گئے۔

فرزند علی : سلام عرض کرتے ہوئے حیرت سے دریافت کیا حضور اس وقت کیسے تشریف لائے؟ ہم غریبوں کی آج قسمت جاگ گئی۔

میں (سرکار محبیؒ) : وعلیکم السلام۔ بھائی قسمت وسمت کا جاگنا کیسا؟

نہ گو گردد سر خم نہ لعل سپید
کہ جو پندہ باشد زمن ناامید

ترجمہ: سرو کا سر جھکتا نہیں ہے، اور نہ لعل سفید ہوتا ہے۔ تلاش کرنے والے مجھ سے ناامید نہیں ہوتے۔

خادم قوم کی ہمہ دم خدمت کے لئے کمر بستہ رہنما چاہیے۔

من از جان بندۂ سلطان اویم

اگرچہ یادش از جا کرنباید

ترجمہ: میں اس بادشاہ کا جان سے غلام ہوں اگرچہ اس کی یاد نوکر سے نہیں آتی۔

میں ایک نہایت ضروری امر کے لئے آیا ہوں جو اپنے سچے اور پاک مذہب سے علاقہ رکھتا ہے۔ جس سے اغماض میں عتاب مالک یوم الدین متصور ہے۔

فرزند علی : بہت اچھا اگر وہ کام ہم لوگوں کے لائق ہو تو آگاہ فرمائیں اسے عین سعادت سمجھ کر بجالائیں گے۔

میں (سرکار محبیؒ) : مجھے معلوم ہوا ہے کہ علمائے وہابیہ سے کوئی حضرت یہاں تشریف لائے ہیں جو حنفیوں سے مناظرہ چاہتے ہیں شاید وہ کسی دوسرے دروازہ پر ٹھہرے ہوں؟ حاضرین میں سے مولوی رحیم بخش نے مطلع کیا۔

مولوی رحیم بخش : جی ہاں وہ شمس الدین کے دروازے پر تشریف لائے ہیں، میں جب شام کو مدرسہ سے آرہا تھا تو بلایا اور مجھ سے پوچھا کہ تم کیا پڑھتے ہو، میں نے عرض کیا کہ کلام اللہ اور قدوری پڑھتا ہوں، پھر میری تحریر کو ملاحظہ فرمایا اور کہا کہ کچھ روز اور پڑھو گے تو تمہیں مسئلہ حدیث معلوم ہوگا، اگر تم آمین بالجہر اور رفع الیدین کرو تو اس کی برکت سے جلد فارغ التحصیل ہو جاؤ گے۔

حاضرین : ہاں ہاں یہ لوگ تو چھوٹے چھوٹے بچوں کو نوجوان بہشتی وغیرہ وغیرہ کا خطاب اور بوسۂ سر و چشم اور چھاتی لگانے سے ماں باپ کا نافرمان بنا کر الحدیث الحدیث کے راستے سے سیدھے دوزخ میں ڈھکیل دیتے ہیں۔

بہ طفل تا کے اے نجدی فریبی

بسیب بوستان و نار جنت

ترجمہ: بچوں کو کب تک تو دھوکہ دے گا اے نجدی باغ کے سیب اور جنت کی آگ کا۔

میں (سرکار محبیؒ) : عین الحق ذرا جا کر دیکھو تو سہی مولانا صاحب کیا فرمارہے ہیں، مگر یاد رہے کہ اگر کوئی جواب کی باری آئے تو اخلاق احمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھ سے نہ جائے۔ وحشیوں سے باتیں الجھ کر کرنا گمراہ بدمذہبوں کا کام ہے۔ چلو میں بھی ابھی آتا ہوں۔

فرزند علی : حضرت وہابی کس کو کہتے ہیں اور یہ لوگ کیا کرتے ہیں؟

میں (سرکار محبیؒ) : شاید آپ نے جلسۂ اہل سنت میں علمائے کرام کے بیان کو نہ سنا؟

فرزند علی : میں سنتا کیوں کر اول میں مہمانوں کی خدمت کے لئے مامور تھا۔ دوسرے دس ہزار آدمیوں کے مجمع میں قریب والوں کے سوا کون سن سکتا تھا؟

میں (سرکار محبیؒ) : خیر میں وہابیوں کے سربستہ راز کو کھولتا ہوں، وھو ھٰذا وما توفیقی الا باللہ

تاریخ نجد

وہ ملک نجد جس کی طرف سے حضور اقدس شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین نے منھ پھیر لیا تھا۔ سب ملک کے لئے دعاء فرمائی۔ جب صحابہ

رضوان اللہ علیھم اجمعین نجد کا نام لیتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منھ پھیر لیتے اور فرماتے کہ وہاں سے قرنِ شیطان نکلے گا۔

"عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا وَفِي يَمَنِنَا. قَالَ قَالُوا وَفِي نَجْدِنَا قَالَ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا وَفِي يَمَنِنَا. قَالَ قَالُوا وَفِي نَجْدِنَا قَالَ قَالَ هُنَاكَ الزَّلاَزِلُ وَالْفِتَنُ، وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ." صحيح البخاري، حديث نمبر: ۱۰۳۷

ترجمہ: اے اللہ ہمارے شام اور یمن میں برکت عطا فرما۔ نجد سے تعلق رکھنے والے کچھ آدمی وہاں پر موجود تھے انہوں نے عرض کی ہمارے نجد کے لئے بھی دعا فرما دیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہاں سے قرن شیطان نکلے گا۔

راوی: یہ وہی قرن شیطان ہے جو نجد میں عبدالوہاب جیسے سعید متبع سنت کے گھر سے نکلا بقولِ مشہور ولی کے گھر شیطان ابن عبدالوہاب پیدا ہوا اور ایک عالم کو گمراہ کر دیا۔

قطعہ:

زنانِ بار دار اے مرد ہوشیار
اگر وقتِ ولادت مار زایند
ازاں بہتر بہ نزدیک خردمند
کہ فرزندان ناہموار زایند

ترجمہ: حاملہ عورت سے اے مرد ہوش رکھ اگر وقت پیدائش سانپ جنے یہ اس سے بہتر ہے عقل مندوں کے نزدیک (لنگڑا، للھا) کپوت لڑکا جنے۔

ملک نجد:

یہ ملک شام سے قریب اتر یمامہ سے دکھن، عراق سے پورب اور حجاز سے پچھّم جانب واقع ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک پاکیزہ خیال خجستہ خصال شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے جو حکم الٰہی اور فرمانِ رسالت پناہی میں نہایت عزت سے اوقات بسری کرتے تھے۔ جن کا بڑا لڑکا سلیمان بن عبدالوہاب تھے۔ جو حامی سنن، ماحی فتن اور عاشق رسول کردگار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھا۔ لیکن ان کا دوسرا لڑکا شقی ازلی محمد بن عبدالوہاب تھا۔ جو سن ۱۱۱۱ھ گیارہ سو گیارہ ہجری میں پیدا ہوا اور سن ۱۲۰۷ھ بارہ سو سات ہجری میں داخل نار جہنم ہوا۔ محمد بن عبدالوہاب نے شیخ محمد سلیمان کردی شافعی اور شیخ محمد حیات سندی حنفی رحمہا اللہ تعالیٰ سے تحصیل علم کیا تھا اس کے استاد نے تفرس (نگاہ باطن) سے معلوم کیا کہ ابن عبدالوہاب ملحد ہوگا۔ اِتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ، فَإِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللهِ۔

ترجمہ: مومن کی فراست سے بچو/ ڈرو

کان دعائے شیخ نے چوں بردعاست
فانی ست و گفتہ او گفتہ خداست

ترجمہ: شیخ جب دعا کے خزانے ہاتھ اٹھا کر لٹاتا ہے تو اگرچہ وہ فانی ہے مگر اس کا کہا اللہ کا کہا ہے۔

ابن عبدلوہاب کے والد شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بڑے بھائی حامی سنن جناب سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے عقائد و افعال ناملائم سے کشیدہ رہتے تھے۔

راوی: لاریب فیہ (اس میں کوئی شک نہیں) کہ اس زمانے میں بھی لامذہبوں، وہابیوں کے یہاں یہ سنت جاری ہے کہ ماں باپ کی توہین ان کی تحقیر و

تکفیر جوتا بیزار نا گفتہ بہ برائیوں کے ساتھ پیش آنا یہ ان کی شریعت کا ادنیٰ حکم ہے ۔ چاہے ماں باپ خوش ہوں یا ناراض، دعائے خیر دیں یا عاق کریں۔ فرمان رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الجَنَّۃُ تحتَ أقدامِ الاُمَّھاتِ۔

ترجمہ: جنت اس کی ماں کی قدموں کے نیچے ہے۔

بشکل حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہے۔ وہابیوں نے اپنا لقب عامل بالحدیث رکھا پر ہنوز اس سے بے خبر ہے کہ جنت ماں کے قدم کے نیچے ہے۔ اور صریح فرمان الٰہی سے غفلت؟

فرمان الٰھی: اَلْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًاؕ-اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا(23)وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا (24)۔(بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡل (اَلۡاَسۡرَاء)

ترجمہ: اور ماں باپ سے بھلائی کبھی! پہنچ جائے تیرے سامنے بڑھاپے کو ایک یا دونوں تو نہ کہہ ان کو اُف یعنی ہوں۔ اور نہ جھڑک ان کو اور کہہ بات ادب کی ان کو۔ اور جھکا ان کے آگے کاندھا عاجزی کر کے پیار سے اور کہہ اے رب ان پر رحم کر جیسا پالا انہوں نے مجھ کو لڑکپن میں

فرمان الٰہی سے والدین کے حقوق اور ان کے آداب واضح ہیں کہ ان دونوں (والدین) کو اف تک کہنے کی ممانعت ہے پھر وہابیوں کا یہ نعرۂ کہاں تک درست ہے ؎

بقرآن وسنت شود کار من

ترجمہ: قرآن وحدیث سے اپنا سروکار ہے بس۔

ان کی سنت تو بدعت سیئہ سے بھی دو چار ہاتھ بڑھ گئی۔

□□□

نجدی کے عقائد باطلہ

ہمہ کارم زخود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

ترجمہ: میرے تمام کام خود غرضی کیوجہ سے مجھے بدنامی تک لے گئے وہ راز جس کے دم پر محفلیں یاد ہیں بھلا کب تک چھپ سکتا ہے۔

ابن عبدالوھاب: اللہ تعالیٰ کو مجسم بجسم انسانی جانتا تھا اور ہم لوگوں کی طرح اس کو گھر دروازے والا کہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے جھوٹ بولنے کا قائل تھا۔ خفت انبیا کا قائل اور خاتم النبین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمیت کا قائل نہ تھا وہ کہتا تھا کہ خدائے تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے ہزاروں کو پیدا کرنے پر قادر ہے۔ وہ جھوٹ بولتا ہے کہ حدیبیہ میں کئی جگہ جھوٹ واقع ہوا۔

راوی: فَمَنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ (اٰلِ عِمرَان 94)

ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کی تہمت دے اس کے بعد پس وہی ظالم ہیں۔

ومن اصدق من اللہ قیلا۔

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ بات میں سچا کون ہے؟

حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم الانبیا فرمایا ہے دو عالم سے بہتر و برتر پیدا کیا ارشاد باری ہے۔ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (الاحزاب،40)

ترجمہ: یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم میں سے کسی کے باپ نہیں مگر اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔

اس کے باوجود وہابی بدانجام نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روحی فداہ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے چودھری، چمار سے بدتر اور بڑے بھائی کے مثل خیال کرتا ہے دیکھو تقویۃ الایمان وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے عقائد باطلۂ کفریہ نجدیہ سے بچائے۔ آمین۔

اس کے بھائی جناب سلمان بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے چھوٹے بھائی محمد بن عبدالوہاب کو ہمیشہ ان خیالات مجنونانہ سے باز رکھنے کی تدبیریں کیا کرتے مگر کیا ہوتا۔

ے

کایں چنین رفت ست در روز ازل تقدیر ما

ترجمہ: روز ازل میں ہمارے مقدر میں قلم الٰہی ایسے ہی تحریر کر چکا ہے۔

جناب سلیمان نے محمد بن عبدالوہاب سے پوچھا کہ یہ طریقہ تم نے کس سے سیکھا؟

اس کے جواب میں محمد بن عبدالوہاب نے کہا کہ میں اس طریقے کا خود بانی ہوں، مجھ سے بہت سے لوگ ہدایت پائیں گے۔ سن ۶۰۰ھ سے گمراہی اور بدعت پھیل گئی ہے میں اپنی سعی سے اس کو دور کروں گا۔

جب جناب سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا جواب سنا تو سمجھ گئے کہ قسام ازل نے اس کے حصے میں نار جہنم کو رکھا ہے۔ پھر سن ۱۱۵۰ھ گیارہ سو پچاس ہجری میں محمد بن عبدالوہاب کا شہرہ عام ہوا۔ اور بظاہر وہ عمل بالقرآن وحدیث کا دعویٰ کرنے لگا۔ اور اپنی رائے سے قرآن وحدیث کا معنی کہنے لگا اور عوام کالانعام بھیڑیا دھسان اس کے دام تزویر میں آنے لگے تب جناب سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے تحریری جواب طلب کیا مگر محمد بن عبدالوہاب جواب سے عاجز

آیا۔ پھر اس کی شورش یہاں تک پہنچی کہ محمد بن سعود سردار **درعیہ** جو مشائخ عرب سے ذی عزت اور قبیلۂ شمران وغیرہ کے ساتھ قرابت رکھتا تھا وہ اس کا مرید اور فرمان پذیر ہو گیا پھر تو اس کے دماغ نے کچھ اور ہی جوش دکھلایا (اللہ گنجے کو ناخن نہ دے) کہنے لگا کہ میں جہاں کو زنجیر تقلید سے چھوڑا کر اپنا رنگ جماؤں گا۔

سبحان اللہ! باوجود دعویٰ مجددی کے ایک سردار کی امداد پر نازاں ہوا ؎

کجا آن شوراشوری کجا ایں بے نمکینی

ترجمہ: کہاں وہ نمک نمک کا شور اور یہ بے نمکی کہاں؟ (مطلب متضاد بات)

ناز تھا مجھ کو کہ حسن یار میں دھبا نہیں
پر کھلا عقدہ کہ یہ تصویر صنعت سے بنی

محمد بن عبدالوہاب کا یہ دعویٰ کہ عمل بالقرآن و حدیث میرا کام ہے یہ کلام اس کاٹی کی آڑ میں شکار کھیلنا تھا ورنہ اس کا کل کام ہوائے نفسانی کے مطابق تھا۔ حتی کہ جو آدمی اس کی تابعداری میں آتا اگر وہ حاجی بھی ہوتا تو اسے ادائے حج ثانی کا حکم کرتا اور کہتا کہ تمہارا پہلا حج حالت شرک میں واقع ہوا تھا۔ اس طرح جو آدمی اس کے دین میں داخل ہوتا تھا اس سے کہتا تھا کہ تو اس بات پر شہادت دے کہ میں قبل اس کے کافر تھا اور میرے ماں باپ کفر پر مرے اور فلاں عالم سابق کفر پر مرے۔ جو آدمی اس پر گواہی دیتا اس کو امان میں لیتا ورنہ اس کو قتل کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ سن ۶۰۰ھ کے بعد سے سب کافر ہیں حکم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں جانتے اور اپنے عقیدے کے خلاف والوں کو کافر کہتا تھا۔

ایک بار جناب سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے محمد بن عبدالوہاب سے پوچھا

کہ ارکان اسلام کتنے ہیں؟

انہوں نے جواب دیا کہ پانچ ہیں جس پر غصہ میں جناب سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تمہارے اعتبار سے تو ارکان اسلام چھ ہیں وہ چھٹا رکن تمہاری تابعداری ہے۔ کیوں کہ تم کہتا ہے کہ جو میرا تابع نہیں ہے وہ کافر ہے۔

ایک مرتبہ کسی دانا نے محمد بن عبدالوہاب سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ رمضان کی رات میں کتنے آدمی کو بخشتا ہے؟

جواب دیا کہ ہر رات میں ایک لاکھ آدمی بخشتا ہے اور اخیر رات میں تمام مہینے کے برابر۔ پھر سائل نے کہا کہ اب تک تیرے تابعدار اس عدد کے اعتبار سے عشر عشیر کو بھی نہیں پہنچے ہیں۔ پھر بتلاؤ تو سہی اتنے آدمی کہاں ہیں جن کی بخشائش ہوئی ہے۔

محمد بن عبدالوہاب اس کا جواب نہ دے سکا اور دنگ ہو کر رہ گیا۔

فرو کوش در راہ صدق و صفا
ولیکن می فزائے بر مصطفٰے

ترجمہ: صدق وصفا کی راہ میں خوب کوشش کرو مگر محبوب خدا صلی اللہ وسلم سے آگے نہ بڑھو۔

جب اس نے عوام کو اپنا مطیع اور جاں نثار پایا تو کہنے لگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طارس یعنی ڈھنڈھورا پیٹنے والے تھے۔ مجھے ان کے حکم کی ضرورت نہیں میں بھی دل حق شناس رکھتا ہوں۔ اللہ نے ہمارے لئے کتاب بھیجی ہے اس سے ہم راہ راست پائیں گے اور درود پڑھنے سے مانع ہوا اس دلیل کے ساتھ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہوئے اب ان پر درود بھیجنے کی تکلیف اٹھانا بے سود ہے کیوں کہ درود کا حکم ان کی زندگی کے لئے تھا میں اس کام میں برائیاں دیکھتا ہوں (العیاذ باللہ) نادانوں نے

اس کے کہنے سے درود پڑھنا چھوڑ دیا ہیہات (ہائے افسوس) یہ حکم رسالت پناہی کا تو منکر تھا ہی امر الٰہی کا بھی منکر ہو کر نار جہنم کا مستحق ہوا۔ اس نے اس بارے میں نص صریح کے خلاف کیا۔ فرمان الٰہی۔ اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب 56)

ترجمہ: تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر اے ایمان والوں ان پر درود اور سلام بھیجو

یہاں یہ الطاف اور پیار ایزدی وہاں وہ انکار نجدی فاعتبروا یا اولی الالباب۔

()

ایسے عقائد کو اس فرقۂ نجدیہ کے حق میں بجز اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ،

انھم لفی ضلال مبین۔ (..................)

درود شریف جس کی ہزاروں اسنادیں حتی کہ کلام ربانی موجود ہے محمد بن عبدالوہاب اس سے فاجرہ عورت کے راگ کو بہتر کہتا تھا۔ نعوذ باللہ منہا () اس نے اپنے زمانے میں طرح طرح کے بہت سخت ظلم کئے۔ دوست داران سنت، محبان صاحب شریعت کو قید کیا ان کو انواع عذاب میں مبتلا کیا۔ درود خوانوں کا جانی دشمن تھا۔ چنانچہ ایک اندھے مؤذن درود خواں کو اس نے قتل کرایا۔

اس کا قصہ یوں ہے کہ **درعیہ** میں ایک خوش اعتقاد عاشق درود جاں نثار، محبوب بر درود نابینا مؤذن رہتا تھا۔

ہمیشہ آقائے انس وجاں، سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھا کرتا بعد فراغ اذان پانچوں وقت اس کا یہی وظیفہ تھا گویا شیفتۂ درود تھا اور اس امر کو وہ نہایت مسعود و محمود جانتا تھا۔ خدایا مجھے اور میرے کل سنی بھائیوں کو فریفتۂ درود فرما

دعا گوے محبان جہانم
فادعوا بالتواتر والتوالی

ترجمہ: دنیا کو محبت دینے والے کا میں دعا گو ہوں (یعنی کہ درود کا ورد کرتا ہوں) تو آپ سب بھی لگاتاران پر درود پڑھا کیجئے۔

اور وہ جوش محبت میں درود کا ورد اس عقیدت سے کرتا تھا کہ وقت نزع بھی میری زبان سے اس کے علاوہ کچھ نہ نکلے صلوات اللہ علیہ بکرۃ واصیلاً۔

ترجمہ: اللہ کی رحمتیں صبح وشام ان پر نازل ہوں

بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَۃً فِیْھَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَم

ترجمہ: میرا سلام اس روضۂ مبارک تک پہنچا جس میں نبی محترم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم آرام فرما ہیں۔

درود ملک بررواں تو باد
براصحاب و برپیروان تو باد

ترجمہ: فرشتوں کا درود آپ پر نازل ہو، آپ کے صحابہ اور ہر پیروکار پر بھی ہو۔

سلام گویم وصلوات باتو ہر نفسے
قبول کن بکرم ایں سلام وصلواتم

ترجمہ: صلوٰۃ وسلام میری ہر سانس آپ کو پیش کرتی ہے اپنے کرم سے میرے اس درود سلام کو قبول کیجئے

ابن عبدالوہاب علیہ ماعلیہ ہمیشہ اس اندھے کو وعظ و پند کرتا اور درود خوانی سے باز رکھنا چاہتا نابینا مؤذن اس کے اسلام کفر انجام سے بیزار ہو کر کہتا کہ تو نہیں جانتا

کہ خود خلاق عالم جل جلالہٗ اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجتا ہے اور ہمیں درود خوانی کا حکم فرماتا ہے۔ ''اے ایمان والو نبی پر درود بھیجو۔

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّؕ-یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ، آیت شریف کو نہ پڑھا۔

یاد رکھ جو سید الاولین والآخرین، خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود پڑھنے سے انکار کرتا ہے لاریب (بے شک) اس کے لئے درِ دوزخ کھلا ہے۔ تیرا دعویٰ اجتہاد بالکل بیجا اور تو بر سر خطا ہے۔ ایسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود شریف پڑھنے سے انکار کرتا اور یہودیوں کے راستے پر چلتا ہے۔ میں تجھ سے اور تیرے حکم سے بیزار۔ میری جان درود پر نثار میرے رگ و پے میں درود ساری، بروقت زبان پر جاری۔ تو مارنا چاہتا ہے تو مار میں اپنے آقائے نامور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضور داد خواہ ہوں گا۔ تیرے ظلم کو بیان کروں گا۔

جب ابن عبدالوہاب نے یہ سنا تو طیش میں آ کر کہنے لگا کہ تیری قسمت پھوٹی جو یہ بات سوجھی۔ میرے ساتھ ایسی باتیں کرتا ہے اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے۔ تو دین احمدی کو کیا جانے۔ تو رموز شریعت کیا سمجھے۔ تو اندھا ہے بے بہرہ ہے۔ میرے کہنے پر عمل کر ورنہ میں تجھے قتل کرادوں گا۔

اس نابینا مؤذن نے نہایت صدق وسوز سے کہا کہ میں تیرے فرمان ضلالت نشان کو نہیں مانتا اور ہر گز اپنے عقیدۂ صحیحہ سے نہیں لوٹتا تو جو چاہے کر۔

نترسیم گر بخونریزی ہلالے تیغ برداری
مرا عید آں زباں باشد کہ قربان رہش گردم

ترجمہ: میں ڈرتا نہیں ہوں اگرچہ تیغ بے نیام سے تو مجھے قتل کر ڈالے میری تو عید ہی تب ہو گی جب میں تیری راہ میں قربان ہو جاؤں گا۔

اوراس وقت وہ روشن باطن بجناب سید دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح لب جنباں ہوا۔

بجرم عشق توام میکشند وغوغائیست
تونیز برسر بام آکہ خوش تمائیست

ترجمہ: آپ کے عشق کے جرم میں مجھے لوگ قتل کررہے ہیں اور میلا سالگا ہے شور ہے آپ بھی ذرا چھت پرتشریف لاکر ملاحظہ کیجئے بڑا خوبصورت تماشا ہے۔

اس پریشانی میں سرتک جائے جائے
میں ہوں اور سودائے زلف یار ہے
اے محبّی دیکھ پا پھسلے نہیں
کوے جاناں کے سواسب غار ہے

ان باتوں کے بعد محمد بن عبدالوہاب کے حکم سے جلاد نے اس صفا کیش خیر اندیش کے سرکوتن پاک سے جدا کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دمے بیش بروے سیاست نراند
عقوبت بروتا قیامت بماند

ترجمہ: ایک گھڑی سے زیادہ اس پرحکومت نہیں چلے گی، ناراضگی ختم کرو تاکہ قیامت نہ برپا ہوجائے۔

جب اسے نابینا مؤذن کے قتل کا حال معلوم ہوا تو نہایت خوشی کے ساتھ کہنے لگا کہ عورت زانیہ کے گھر کے گیت گانے والے منار مسجد پر درود پڑھنے والوں سے بہتر ہیں۔ اور درود پڑھنے والوں کا گناہ عورت زانیۂ بازاری کے گناہ سے صدہا مرتبہ زیادہ ہے۔

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان النجدی الرجیم ومن ذرینہ

عداۃ النبی الکریم۔

ترجمہ: میں نجدی شیطان مردود اور اس کی ذریت کے مکر وفریب سے جو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن ہیں سننے والے جاننے والے اللہ کے ساتھ پناہ لیتا ہوں۔آمین ثم آمین یارب العالمین۔

محمد بن عبدالوہاب کا قول ہے کہ پرانے طریقے کو میں نے سر سے پاؤ تک دیکھا بالکل جھوٹ اور پادر ہوا پایا (معاذ اللہ) صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) دنیا کے ساتھ محبت رکھتے تھے وہ لوگ کل کام کھانے پینے کے لئے کرتے تھے۔کار ثواب کا کچھ خیال نہیں رکھتے تھے، مجھے ان بزرگوں کے ساتھ تعلق نہیں، میں نہیں چاہتا کہ ان کے ساتھ ان کی طرح چاہِ بلا میں پڑوں اور آخرت میں عذاب دیکھوں۔میں اس پرانے طریقے کو چھوڑتا ہوں اپنے نئے طریقے اور دین کو با رونق کرتا ہوں۔مجھ سے شریعت تازہ ہوئی، تم لوگ مجھ سے شریعت سیکھو کیوں کہ میں اسے خوب جانتا ہوں کہ کوئی مجھ سا معنی شگاف نہیں۔میں نے پرانی شریعت میں بالکل خلاف دیکھا ہے جو میں کہتا ہوں اس میں سرمو (ایک ذرہ) خلاف نہیں، علمائے سلف نے مطالب قرآن کو نہ سمجھے جہاں تک کہ میں نے سمجھا۔

بہشت عدن اگر خواہی بیا با ما بمیخانہ
کہ از پائے خمت یکسر بحوضِ کوثر اندازیم

جنت عدن اگر پانا چاہو تو ہمارے ساتھ مے خانہ میں آؤ، کہ تیری ایک لغزش پا سے حوض کوثر ہم جمع کر دیں۔

ناخواندوں، عاقبت فراموشوں پر جب نشۂ شراب اغوائے نجدی نے اپنا

رنگ جمایا اور عالم بے ہوشی دکھایا تو ہر ایک یوں نغمہ سرا ہوا۔

در چین طرۂ تو دل بے حفاظ من
ہرگز نگفت سکن مالوف یاد باد

ترجمہ: شرع نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روگرداں ہو کر اپنے لئے آتش دوزخ کو روشن کیا۔ پیر نجدی کی بہت بڑی عیاری تو یہی تھی کہ اپنے کو عامل باالقرآن ظاہر کرتا تھا تا کہ عوام متنفر نہ ہوں اور میں اس پردے میں شریعت پر ہاتھ صاف کئے جاؤں۔ بس سعادت ابدی جن لوگوں کے شامل حال تھی وہ اس خبیث سے یہی فرماتے تھے۔

تو خواہی جامۂ وخواہی قبا پوش
بہر رنگے کہ آئی می شناسم

ترجمہ: تو جبہ وکرتا جو چاہے زیب تن کر لے، جو جس رنگ میں آ جائے میں پہچانتا ہوں۔

تفسیر بالرائے اس کے باب فعل یفعل کا خاصہ تھا۔ احادیث وتفاسیر اور فقہ و تصوف کے لئے اس نے صرف ایک ہی صیغہ ''لااسلم'' از بر کر لیا تھا اور عوام کو فریب دینے کے خیال سے ظاہر میں اپنے کو حنبلی المذہب کہتا تھا جو حقیقت میں مجتہد بے دست وپا۔ شیطان کا خلیفہ تھا۔

راوی (سرکار محبّی): جیسا کہ اس زمانے کے وہابی لا مذہب جب جواب دینے سے عاجز آئے تو حنفی المذہب کہتے ہیں اور کبھی، اتر کو اقولی بخیر الرسول۔ کو دلیل پکڑ کر حنفیت سے استعفیٰ دیتے ہیں تو کبھی خود مجتہد وقت بن بیٹھتے

ہیں چنانچہ دیوان گلشن ہدایت والے نے بھی اپنے کو حنفی المذہب قرار دیا ہے لیکن ائمہ مجتہدین کی جناب میں اس کتاب میں کوئی دقیقہ سب وشتم کا اٹھا نہیں رکھا ہے اوراس گروہ کے جد مفسد والا کی تفسیر بالرائے کا حصہ آج تک ان میں برابر تقسیم ہوتا چلا آرہا ہے۔ جیسا کہ فی زمانناتحت تفسیر، والنحر ، یہ لکھا ہے کہ رفع یدین کرو۔ حالانکہ کتب لغت میں ہے کہ ''النحر'' تراشیدن چوب و نیک رانیدن و آب گرم کردن بسنگ تافتہ وشتر کشتن و نیزہ زدن برسینہ۔

ترجمہ: لکڑی کاٹنا، ٹھیک چلنا/ چلانا اور گرم پتھر سے پانی گرم کرنا اور اونٹ ذبح کرنا اور سینے پر نیزہ مارنا۔

افسوس کہ جیسا نجدی کور باطن بعد نماز دعا کو حرام کہتا اور اپنے گروہ کے سوا تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتا ان کا قتل مباح جانتا تھا اس زمانے کے لامذہب اور وہابی بھی ایسا ہی کہتے ہیں جسے شک ہو وہ امتحاناً ان کا یار بن کر ان لغویات کو ان سے دریافت کرے۔ اگر ہو بہو اس خبیث کا ہم خیال نہ پائے تو میرا ذمہ۔ اس عاقبت فراموش کے سر بے مغز پر احادیث خصوصاً فقہ کا ایسا بار گراں تھا کہ اس کو اٹھا کر مسافت بدمذہبی قطع کرنا از بس دشوار جانتا تھا اس لئے کہ وہ ایسا لال ہے کہ جو بجھ کر بھی نور ہدایت بخشتا ہے۔ اور وہابیوں کا سرتاج وافسر خوب سمجھتا تھا کہ جب تک ان کتابوں کا وجود باقی ہے میری بددینی کا فروغ پانا نہایت مشکل ہے۔

لہٰذا بغرض فروغ اپنے طریقۂ مردودہ انہوں نے احادیث وتفاسیر اور فقہ و تصوف کو ورق ورق کر کے جلوا دیا اور اپنے خیال کے موافق ان کو بالکل نیست و نابود کیا مگر، وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (الصف 8) **ترجمہ:**

ع   با کا بیرٔی کا کرے جا کا من موہن راکھن ہار

مفہوم:

جا کو راکھے سائیاں مار سکے نہ کوئی
بال نہ ہانکا کر سکے چاہے سب جگ بیری ہوئے
ع دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست

ترجمہ: دشمن اگر طاقتور ہے تو اپنا پہریدار دمحافظ اس سے زیادہ زورآور ہے۔

اگراس ناعاقبت اندیش نے کتب حقہ کے چنداوراق کو پراگندہ اور خاکستر کیا تو کیا ہوا۔سینکڑوں کتب خانے اور حافظان حدیث موجود ہیں۔اس حالت میں سوائے اس کے کہ اس نے اپنے نور ایمان کو آتش دوزخ سے جلایا اور کیا کیا؟

نہ مٹا پر نہ مٹا دین مطہر کا نام
مٹ گئے آپ جو تھے اس کے مٹانے والے

یہ عدوئے دین حضور سید المرسلین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہایت عداوت قلبی رکھتا تھا چنانچہ ایک دن اس نے اپنے متبعین کو بلا کر کہا کہ تم لوگوں کو مدینے سے کیا کام ہے، کس کے لئے بے قرار پروانہ وار ہر سال وہاں جاتے ہو۔ ایک تودۂ خاک سے تم کیا دیکھتے ہو۔میں تمہاری عقل سے حیراں ہوں، سنو وسیلہ بعد مرگ جائز نہیں اور پیغمبروں کو یہ اختیار نہیں کہ خدا کے آگے بولیں یا ہماری شفاعت کریں جسے تم زیارت روضۂ منورہ کہتے ہو وہ زیارت نہیں بلکہ بت پرستی ہے اس کو چھوڑو، مدینے سے منہ موڑو (اس زمانے کے وہابی بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں اور اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں ؎

یعنی مثل عید مت ہر سال ہو
قبر پر اجماع نہ جنجال ہو

(دیکھو راہ سنت منظوم) زیارت روضہ (مطہرہ) پرانی رسم ہے میری نئی رسم کے سراسر خلاف ہے اور توسل بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفر ہے۔

ایک نے سوال کیا کہ توسل بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتفاق جمہور ہے حتی کہ شیعہ اور خوارج بھی اس کے جواز کے قائل ہیں۔ تیرا ابن تیمیہ بھی توسل کی دو صورتیں لکھتا ہے اور تو کفر کہتا ہے؟

پیر نجدی نے جواب دیا کہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے کس واسطے توسل حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہ ڈھونڈھا فی الواقع اس کی وجہ یہی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ زندہ تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتقال فرما تھا۔

سائل نے کہا کہ یہ جواب تیرا سراسر خطا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصود اس توسل سے یہی تھا کہ آدمی جانیں اور سمجھیں کہ توسل غیر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی جائز ہے۔ توسل حضرت آدم علیہ السلام یا رسول خدا سید دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل از خلقت حدیث میں موجود ہے۔ پس استدلال حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے قول کے ساتھ ہر گز درست نہیں۔

پیر نجدی کا اس تقریر سے چہرہ زرد ہو گیا اور سوائے خاموشی کے کچھ بنائے نہ بن پڑا۔

راوی: توسل بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مرتد کافر کے سوا اور کس کو کلام ہے اگر میں توسل بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواز کی طرف بحول اللہ العظیم قلم اٹھاؤں تو ان شاء اللہ العزیز القاصر المعین الموفق ایک ضخیم کتاب لکھ کر مثل آفتاب آپ کی تاریک بیں آنکھوں کے سامنے جلوہ گر کر دوں لیجیئے پردۂ جہالت وعداوت آنکھوں کے سامنے سے اٹھایئے۔ میں آپ کے حق میں دینی بھلائی سمجھ کر اس مقام پر ایک مختصر سی تحریر

(۱) پ ۱، (۲) پ ۸، (۳) پ ۱۸، (۴)

توسل بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیش کرتا ہوں۔ اگر کسی صاحب نے اس پر جرح کی تو ان شاءاللہ تعالیٰ ہو بہو تصویر کھینچ کر سامنے رکھدوں گا۔

وھو ھذا اللہ جل شانہٗ کے کلام معجز نظام سے علما نے وہ وہ باریکیاں بیان کی ہیں جن سے عقل دنگ ہے ارشاد ہوتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ۔ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (اٰل عمران،31)

ترجمہ: کہہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری پیروی کرو کہ اللہ تم کو چاہے اور بخشے گناہ تمہارے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کریمہ سے چار نکتے نکلتے ہیں۔

(۱) رسائی بحضرت عزوجل

(۲) پیروی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۳) نظر عنایت خالق اکبر

(۴) آمرزش گناہ

اللہ جل جلالہٗ و اعظم شانہٗ کس پیرائے میں اپنے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے توسل کا حکم دیتا ہے۔ یعنی میری محبت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت کے ساتھ وابستہ اور حصول مقاصد کا ذریعہ ہے۔ پس اگر تمہیں مجھ سے مطلب ہو تو میرے رسول سے ملو اور اس کے وسیلے سے میری محبت کی درخواست کرو اور مجھ تک پہنچو تب میں بوسیلہ اپنے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے تم پر نظر محبت کی ڈالوں گا اور تمہارے پچھلے گناہوں کو بخشدوں گا۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں۔

توسل بالنبی فکلُّ خطبٍ

یہؤن اذاتوسل بالنبی

ترجمہ: یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وسیلہ کر پس ہر مشکل آسان ہوتی ہے جب نبی کے ساتھ وسیلہ کیا جاتا ہے۔ اور محب رسول شاہ ضامن کا قول ہے۔

ہر کوچہ و گلی ہے محمد کی حق نما
موسیٰ کے واسطے فقط ایک کوہ طور ہے
منکر جو ہے شفاعت احمد شفیع کا
ذات خدا سے ہو گیا بالکل وہ دور ہے
ہم کو نہیں ہے خوف قیامت کا سر بسر
ضامن ہمارا مالک یوم النشور ہے

اللھم صل وسلم علی حبیبک وعلی جمیع انبیائک۔ نادانوں نے اس ضال ومضل کے کہنے پر عمل کیا اور یہ نہ جانا کہ خاک کے لئے اجسام انبیا علیہم السلام کا کھانا حرام کر دیا گیا ہے۔ خاک کی مجال نہیں کہ ایک ذرے کے بابر بھی اپنا تصرف کر سکے۔ باتفاق علمائے کرام انبیا علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں جس نے اس میں کچھ بھی چوں چرا کیا وہ مورد عتاب ہوا۔

امام بیہقی حیاۃ الانبیاء میں بروایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ انبیاء اپنی اپنی قبروں میں زندہ رہ کر نماز پڑھتے ہیں۔ اور مسلم شریف میں بروایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ شب معراج میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو ان کی قبر میں مشغول بنماز دیکھا۔ تخریج اور اصل عبارت حدیث۔

جائے غور ہے کہ جب اللہ جل شانہٗ شہیدوں کے حق میں ان کی حیات کے

بارے میں اپنے کلام مقدس میں اس طرح فرمائے۔

وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ قُتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا ‌ؕ بَلۡ اَحۡيَآءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُوۡنَ (اٰل عمران 169)

ترجمہ: اورتم نہ سمجھوان کومردہ جواللہ کی راہ میں مارے گئے بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے،خوشی کرتے ہیں اس کے ساتھ جواللہ نے ان کواپنے فضل سے دیا۔تخریج

خلاصہ: پس شہدا کہ انبیاءعلیہم السلام کے مدارج علیا کو ہرگزنہیں پا سکتے وہ تو اپنی اپنی قبروں میں زندہ رہتے اورروزی پاتے اورخوش ہوتے ہیں۔اور یہ مسئلہ بھی محقق ہے کہ تمام مردے زندوں کے سلام کا جواب دیتے ہیں تو انبیاءعلیہم السلام کہ ان سے بدرجہا افضل ہیں پھروہ کیوں کراپنی قبروں میں مل کرمٹی ہو جائیں گے۔

فاعتبروا یانجدیون۔

محمد بن عبدالوہاب زیارت روضۂ مطہرہ کے بارے میں سخت مانع تھا یہاں تک کہ زائران روضۂ منورہ کوطرح طرح کے عقوبات میں مبتلا کرتا۔ایک روزاسے معلوم ہوا کہ موضع **احسا** کے آدمی زیارت کوجاتے ہیں ان پرسخت غصہ ہوااور چونکہ وہ لوگ جاچکے تھے اس لئے منتظروقت رہا۔جب وہ زیارت روضۂ سلطان عالم وسیلتنا فی الدارین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے لوٹے اور **درعیہ** میں آئے تب ان کوگرفتارکر کے حکم دیا کہ ان کی داڑھی موچیں اکھیڑکرگدھے پرسوارکر کے ان کے وطن کوروانہ کروچنانچہ اسی ذلت وخواری کے ساتھ زائران روضۂ اقدس اپنے وطن کو پہنچے۔

دل درجہاں مبند وزمستی سوال کن

از فیض جام وقصهٔ جمشید کامگار

ترجمہ: دل مت لگا دنیائے دنیٰ میں اور مستی سے سوال کر جام کے فیض اور جمشید کے قصہ سے کام لے

دل نجدی میں اب وہ سور شر ہے
زمیں پر پاؤں ہے گردوں پر سر ہے
کسی دن رنگ لائے گی یہ مستی
ارے ظالم تجھے کچھ بھی خبر ہے

سنہ ۱۱۴۶ھ گیارہ سو چھیالیس ہجری (۱) میں مسعود بن سعید بن سعد بن زید شریف مکہ کا دور تھا اس زمانے تک خبر فساد عقائد محمد بن عبد الوہاب نجدی اہل مکہ تک پوری پوری نہ پہنچی تھی۔ مگر افواہاً اس گمراہ کے جور وستم کا حال سن کر اہل مکہ حیرت میں تھے اور اس کی کفر کیشی پر دست حسرت ملتے اور نہایت افسوس فرماتے ۔

پیش وپس گشتہ مرید ناخلف
چوں خرابلہ پے نان وعلف

ترجمہ: نالائق مرید شش و پنج میں پڑ گیا، نادان گدھے کے مثل جو چارہ پانی کے لئے پھنسا۔

ایک رات محمد بن عبد الوہاب کہنے لگا کہ اے میرے وفادار یارو میرا دل اہل حرم سے جل رہا ہے کیوں کہ وہ لوگ زنجیر تقلید میں بستہ ہیں قرآن وسنت سے کام نہیں رکھتے ہیں۔ میری رائے عالی اور فکر بلند یہ کہتی ہے کہ کئی دانا آدمی تھوڑی سی

---

(۱) جو تاریخ تہامہ میرے پیش نظر ہے اس میں یہی سال لکھا ہے میں اپنے نزدیک اس کو کاتب کی غلطی پر محمول کرتا ہوں،
۱۲۔ محبّی

تکلیف اٹھا کر محبت وطن چھوڑ کر ان وحشیوں کے یہاں پہنچ کر راہ و رسم پیدا کر کے انہیں ایسا گانٹھیں کہ کبھی اہل حرم میری اطاعت سے سر نہ پھیریں پھر کیا ہے۔

عراق و پارس گرفتی بشعر خود حافظ

بیا کہ نوبتِ بغداد و وقت تبریز ست

ترجمہ: اے حافظ عراق و فارس اپنے شعر و شاعری سے تو نے سحر کر لیا اب آؤ کہ بغداد کی باری ہے اور تبریز کی حکومت میں ہو۔

ان باتوں کو بدنہاد نجدیوں نے بطیب خاطر قبول کر کے قصد حرم محترم کا کیا اور اقصائے مکہ میں سے غاروں میں پوشیدہ ہوئے۔ یہ خبر اہل مکہ کو ملی کہ ایک گروہ پریشان حال بدخیال نجد سے آیا ہے۔ سبھوں نے **مسعود** شریف مکہ سے عرض کیا کہ ایسا ایسا معاملہ ہے اور نجد سے خبیثوں کا گروہ آ پہنچا ہے۔ اس غرض سے کہ ہم لوگوں کو گمراہ اور خراب کرے ہم لوگوں کا دل نہایت پریشا ہے۔ اس بارے میں جو حکم ہو بجا لائیں۔ جب سردار نے یہ سنا تو فرمایا کہ تم لوگ کیوں گھبرا رہے ہو ناصر مطلق تم کو نجدیوں پر غالب کرے گا۔ پہلے تم آہستہ آہستہ ان سے ان کے پوشیدہ رازوں کو معلوم کرو اور ان خدا ناترسوں سے ایسی باتیں کرو کہ ان کے دل کینۂ منزل کو تسکین ہو جائے کہ یہ ہمارے خیر خواہ ہیں۔ پھر انہیں مکے میں لا کر ان کی دعوت کرو۔ ان کے اندیشۂ ناصواب دل خانہ خراب سے کچھ اندیشہ مت کرو۔ ان مکاروں کے مکر کی پوری سزا عزیز ذوانتقام دے گا۔ واللہ خیر الما کرین۔

حسب الحکم شریف ان دنیا طلبوں۔ دین فروشوں کو اجازت باریابی دربار عالی دی گئی۔

صبح کے وقت خاص و عام مکہ نے اپنے اپنے حاجات ضروریہ سے فارغ ہو کر دربار کا رخ کیا۔ علمائے ذی احتشام علی الصباح ہی اپنے اپنے نورانی چہروں سے

بزم سراپا رشد و ہدایت کو پر نور فرمائے منتظر آمد نجدیاں سراپا طغیاں تھے کہ علمائے نجد بھی ترساں ولرزاں آ کر بیٹھے۔ من جانب **سردار مکہ** عام اجازت تھی کہ ہر کہہ ومہ شریک جلسہ ہو کر ان نابکاروں کی گفتگو ہو بہو گوش ہوش حق نبوش سے سنیں۔

اولاً فقیہان ذیشان نے ان کے عقائد فاسدہ واعمال کاسدہ کو اپنی حق نما کسوٹی پر کسنا چاہا اس لئے علی رؤس الاشتہاد کہا گیا کہ یہ لوگ اپنے عقائد کو حضار بزم کے سامنے من وعن بیان فرمائیں۔ نجدیوں نے اپنے اعتقادات کو مفصل بیان کر کے ردو قبول کا بصد پاس ادب انتظار کیا۔ محققین کاملین علمائے ربانین نے عنان توجہ کو ان کی جانب پھیر کر فرمایا کہ تمہارے بیان عقائد سے تمہاری گمراہیوں کا لق ودق صحرا پیش نظر ہے جس کو سمند وہم (وہم کا گھوڑا) کا طے کرنا نہایت دشوار معلوم ہوتا ہے اگر چہ برسوں چکر کھائے لیکن ہرگز اس سے باہر نہ آئے۔ نعوذ باللہ۔ اس گمراہی کا بھی کوئی حد و پایاں ہے کہ تمہارے نزدیک رب العالمین کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ افسوس تمہارے حال خسران مال پر کہ ذات باری تعالیٰ میں ایسے مذموم و معیوب امر کا امکان بے خوف وخطر روا رکھا۔ حیف صد حیف کہ کلام قادر علام "من اصدق من اللہ قیلا (۱) اور من اصدق من اللہ حدیثا (۲) تمت کلمۃ ربک صدقاً وعدلا (۳) کو مطلق نہ سمجھا فھذا بھتان عظیم۔

ترجمہ:

تم اس پاک بے نیاز کو جسم وجان، زمان ومکان اور تحت وفوق سے پاک نہیں کہتے۔ آقائے دو جہاں، شفیع عاصیاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معصوم نہیں جانتے بلکہ ان سے تبلیغ احکام میں بھول چوک کے قائل ہو اور اس محبوب رب العالمین پر درود بھیجنے والے

ا۔ الحمد للہ اسیر محبّی ریحان رضا انجم مصباحی نے مذکورہ رسالہ کو ترتیب جدید کے ساتھ عرفی تام اثبات تقلید شرعی سے ۲۰۰۰ء میں طبع ثانی کر کے عام کیا ہے۔

کے عدوئے جان ومال ہواوراپنے پیغمبر کوطارس (۴) کہتے ہو، خاتم المرسلین نہیں جانتے ہو بایں ہمہ اپنے کوآپ کا سچا خادم اورجاں نثار بتلا کر تنقیص شان ارفع میں کوئی دقیقہ اٹھانہیں رکھتے اچھے خاصے سودائی اور مجنوں ہو۔

حافظا علم وادب ورزکہ در حضرت شاہ
ہرکہ اینست ادب لائق صحبت نبوی

ترجمہ: اے حافظ شیرازی علم وادب اخلاق حاصل کرکے عمل پیرا ہو، کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور جنہیں یہ خوبیاں میسر ہیں وہی لائق یاریابی ہے۔

خاصان رب العالمین، پیشوایان دین، مقلدان ائمہ مجتہدین اورسلف صالحین کوآیات عذاب منزّلہ علی الکافرین (۱) کا موردقرار دے کرانہیں کافر جہنمی کہتے۔اپنے آپ کوناجی اورافضل المفسرین والمحدثین جانتے۔ائمہ مجتہدین سے اپنا مرتبہ بڑھکر سمجھتے حالانکہ معانی آیات واحادیث کے سمجھنے تک کی قدرت نہیں رکھتے ان سے احکام کا استنباط مسائل کا اخراج تو درکنار۔

قدرت خداکہ جن کواقوال مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فہم کی قدرت نہ ہووہ دعویٰ اجتہاد کریں۔دو چار آیات واحادیث کا غلط ترجمہ کرکے علامۃ الدہر بنیں۔

□□□

مجتہد کے لئے پانچ طرح کے علم

خوب جان لو اور اچھی طرح سے سمجھ لو کہ مجتہد وہ عالم ہے جو پانچ طرح کے علم پر حاوی ہو۔

اول علم : کتاب اللہ یعنی قرآن مجید کا علم ہونا

دوم علم : حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم ہونا

سوم علم : علمائے سلف کے اقوال کا علم ہونا کہ ان کا اتفاق کس قول پر ہے اور اختلاف کس قول پر ہے۔

چہارم علم : لغت عربی کا علم ہونا۔

پنجم علم : قیاس کا علم ہونا اور قیاس قرآن وحدیث سے حکم نکالنے کا نام ہے، جس صورت میں وہ حکم صریح قرآن یا حدیث یا اجماع کے نصوص میں مجتہد کو ہے۔

اب ان پانچ علم کی مقدار مفصل معلوم کرنا چاہئے کہ مجتہد کو ہر ایک علم سے کتنا درکار ہے۔

اول: علم قرآن مجید میں سے ناسخ ومنسوخ، مجمل ومفسر، خاص وعام، محکم و متشابہ، کراہت وتحریم اور اباحت واستحباب ان باتوں کا جاننا واجب ہے۔

دوم: علم حدیث میں سے ان اشیائے محکم کا جاننا اور حدیث صحیح وحدیث ضعیف۔ مسند ومرسل کا پہچاننا اور حدیث کو قرآن پر قرآن کو حدیث پر مرتب کرنا حتی کہ اگر کوئی ایسی حدیث پائے جس کا ظاہر قرآن کے موافق نہ ہو تو اس کے مطابقت کی صورت کا سراغ لگا سکے۔ کیونکہ حدیث قرآن مجید کا بیان ہے قرآن مجید کا مخالف نہیں کہ مطابقت نہ ہوسکے۔ اور احادیث میں صرف ان حدیثوں کا جاننا واجب ہے جو شرعی احکام کے بارے میں وارد ہوئی ہیں، ان کے سوا جن حدیثوں میں حکایات واخبار اور نصائح مذکور ہیں ان کا جاننا ضروری نہیں۔

سوم: علم لغتِ عربی کا مطلب یہ ہے کہ عربی زبان کے ان الفاظ کا جاننا واجب ہے جو قرآن وحدیث کے احکامی امور میں واقع ہوئے ہیں چنانچہ سب لغت عربی کو جاننا ضروری نہیں۔ البتہ لغت دانی میں اتنی محنت کرے کہ کلامِ عرب کے مقصود سے واقف ہو جائے اور اس قدر مہارت حاصل کرلے کہ اختلاف مواقع وحالات کی وجہ سے کلام مذکور سے جو مراد ہے اس سے بخوبی واقف ہو جائے کیوں کہ احکام شریعت عربی زبان میں وارد ہیں تو جو شخص عربی زبان سے آگاہ نہ ہوگا وہ شارع علیہ السلام کا مقصود نہ پہچانے گا۔

چہارم: علم اقوال علمائے سلف کا مطلب یہ ہے کہ اقوال صحابہ وتابعین سے اس قدر جانے جو درباب احکام ہیں اور ان فتاویٰ کو بھی جانے جو فقہائے امت نے دیئے ہوں تاکہ ان کا حکم علمائے سلف کے اقوال کا مخالف نہ ہوسکے۔ ورنہ اس صورت میں اجماع کی مخالفت پیش آئے گی۔

اب جو شخص ان پانچ اقسام علم میں سے بڑا حصہ جانتا ہوگا وہ اس وقت میں بھی مجتہد ہوگا۔ لیکن یہ نعمت عظمی، رحمت باری تعالیٰ انہیں ائمہ اربعہ پر ختم ہوگئی اور اس

وقت سے آج تک کوئی اس مرتبے کو نہیں پہنچا اسی وجہ سے باب اجتہاد بند ہوا۔

ذالك فضل الله يؤ تيه من يشاء۔

راوی: مقام عبرت ہے ہمارے زمانے کے وہابیان **لا یعقل** پڑ جو پڑھے نہ لکھے اور نام محمد فاضل۔

سر پر غرور از لیاقت نہی

ترجمہ: گھمنڈ میں مبتلا سر صلاحیتوں سے خالی و عاری ہوتے ہیں کے مصداق ہو کر یہ بکا کرتے ہیں۔

تقلید کریں کس کی ہم مجتہد دین ہیں
ہم مجتہد دین ہیں تقلید کریں کس کی
کوچۂ مذہب شخصی کی سہیں کیوں تنگی
چھوڑ کر ایسی بڑی وسعتِ میدانِ حدیث

ان میں کا جاہل سے جاہل تقلید کا نام سن کر یوں بھاگتا ہے جیسے لاحول سے شیطان فرار کرتا ہے۔ اللہ اللہ کیا راز ہے، کیا بھید ہے، کیا زمانے کا پھیر ہے۔ ادنیٰ ادنیٰ وہابی اس طرح کا دلیر ہے جس سے عقل حیراں۔ فہم سرگرداں ہے۔ جس کو دیکھو حدیث دانی میں فرد، معانی کلام مجید میں برق ہے۔

ایک شخص مناظرے میں مدعو ہوا:

ایک مرتبہ مناظرہ میں صحیح مسلم و مشکوۃ کی روایتیں اثبات دعویٰ میں پیش کی گئیں۔ مناظرہ میں مدعو غیر مقلد جو گنوار، ناخواندہ لا مذہبوں کا مجتہد تھا وہ غصے سے تھرتھراتا ہوا آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ سے کہنے لگا "کیا کہیں ہم اتنے پڑھے ہیں تو مولوی صاحب کو دو پہر سے فرصت نہیں دیئے ہیں کچھ اور پڑھتے تو کون بولنے والا

تھا'' اور، عن وائل بن حجر قال سمعت، کو اپنے لغتِ اجتہادی میں یوں کہا۔ مولوی صاحب عَنْ وَیْلِ بِنِ ھِجَرْ کَالَ سُوْمُوْتِ، ای حدیث ساستہ کانہ ہے؟

میں حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگا اور حاضرین ذی علم مسکرا دیئے۔

اگر ہوتا حصول علم بے محنت زمانے میں
تو بس ساری کتابیں دھو کے اک جاہل ہی پی جاتا

حضرات میں آج ۲۵ رسال سے فضلائے سلف کے خرمینِ تصانیف سے خوشہ چینی کرتا اور علمائے حال کے نعال کو بصد حسن ارادت بغرض حصول علم جھاڑتا ہوں تا کہ ان کے بحر علوم سے چند قطرے لے کر اپنی تشنگی تحصیل علمی کو بجھاؤں لیکن حق یہ ہے کہ ان حضرات کے ہزارویں حصے پر بھی عبور نہ کر سکا کجا وہ آفتاب علوم شریعت کجا بہ ذرۂ بے حقیقت۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

یہ مجتہدین ہی کا مرتبہ تھا جو ان کے ساتھ ختم ہو گیا۔ یہ نافہم ان کی مماثلت بلکہ افضلیت کا دعویٰ کرنے والے موقع پر بھاگ نکلتے ہیں۔ جب جواب سے عاجز آتے ہیں تو حالت غیظ میں اپنا گوشت اپنے ہی دانتوں سے کاٹتے ہیں۔ علمائے حرم محترم رحمھم اللہ نے صاف الفاظ میں فرمایا کہ تقلید قرآن پاک سے ثابت ہے۔ آیۂ کریمہ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ(43)

ترجمہ۔ اس پر شاہد ہے۔ کور باطنو، آزادی طلبو ذرا غور کرو، چشم گمراہی میں سرمۂ ہدایت لگاؤ، راہ راست پر آؤ۔ مطابق آیۂ کریمہ، ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ

اتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا

چو تقلید کرد آں نبی باخلیل
شدہ کار تقلید بر ماجمیل

ترجمہ: جب اس پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی تقلید کی تو اس روشن دلیل سے تقلید کا عمل ہمارے لئے بہترین ہے۔
پھر کیونکر تقلید نہ کی جائے؟

راوی: یہاں پر بحث تقلید پیش آئی چونکہ میں اس مضمون کو اپنے رسالۂ مسمیٰ باسم تاریخی ،،الحبل القوی لھدایۃ الغوی ۱۳۲۰ھ میں مشرح بیان کر چکا ہوں۔ اس لئے یہاں چھوڑتا ہوں شائقین حضرات رسالۂ مذکورہ میں ملاحظہ فرمائیں: (۱)

الغرض علمائے عالی مقام نے علمائے وہابیہ کو ہر طرح سے ثابت کر دکھایا کہ تم مجدد نہیں بلکہ شیطان مرید کے خلیفہ ہو۔ جب ان کافر کیشوں عاقبت فراموشوں نے اس مضمون موعظمت مشحون وتقریر مقبول برناؤ پیر کوسنا۔ کوئی جواب معقول نہ بن پڑا۔ اشک حسرت بہاتے اور اپنے کئے پر پچھتاتے اور دل ہی دل میں کہتے کہ ہمارا آنا بیکار ہوا، راز باطنی آشکار ہوا، ہم کسی کام کے نہ رہے، دیکھئے آبرو بھی بچے یا نہ بچے۔

حضرات علمائے کرام وفضلائے عظام نے ان کے جہل مرکب اور رائے ناصواب سے آگاہی حاصل کر کے فرمایا کہ ہم نے تمہارے لا ونعم کو سنا اور تمہاری باتوں کو میزان خرد میں تولا، سوائے آبلہ فریبی اور ہوا پروری کے کچھ نہ پایا۔ پھر شریف مکہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ان بددینوں کے عقائد فاسد، خیالات کاسد ہیں، فقط طمع دنیوی اور نام آوری کی غرض سے آقائے انس وجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صراط مستقیم سے دور پڑے اور فتنہ ورخنہ انداز دین ہوئے۔ بہتر ہے کہ ابھی سے ان

کا تدارک کیا جائے۔

پس حسب مشورۂ علمائے کرام، علمائے نجد براہ راست قید خانہ میں بھیج دیئے گئے باقی رہے سہے اپنی جان بچا کر بھاگ گئے اور اپنے سردار سے اس واقعہ کو بیان کیا۔ والی **درعیہ** اس خبر کو سن کر نہایت ہراساں اور لرزاں ہوا۔ اپنی جرأت جتانے اور دفع شرمندگی کے خیال سے اپنے ہواخواہوں سے کہا کہ چندے صبر کرو بہت جلد میں عربوں پر حملہ کرتا اور تلواروں سے ان کی خبر لیتا ہوں۔

ادھر سردار مسعود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دربار عام میں فرمایا کہ دشمنان دین کی بیخ کنی ہم پر فرض ہے۔

ظالم را بروز اول کشتن

ترجمہ۔ ظالم کو پہلے دن ہی ختم کر دینا چاہیے۔ پر عمل کیا جائے، ابھی سے فوج بے کراں پہنچے اور ان نجدیوں کو تہ تیغ بیدریغ کر ڈالے۔

خبس کم جہاں پاک

ترجمہ: نہ رہے بانس نہ باجے بانسری۔ تم لوگوں کی اس امر میں رائے حق بیں کیا ہے؟ سبھوں نے باتفاق جواب دیا کہ۔

درکار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

ترجمہ: نیکی کے کاموں میں استخارہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

آپ استیصال عدوئے دین کے لئے عنان ہمت موڑیئے ہم خادم جاں نثاری کو ہر طرح سے تیار صرف حکم کے منتظر ہیں۔

وفات سردار مکہ: سردار مکہ کو اس مستعدی و دینی ہمدردی سے نہایت خوشی حاصل ہوئی اور ترددات سے نجات پا کر تیاری لشکر ظفر پیکر میں مصروف ہوا۔

اسی تنظیم و تنسیق کی حالت میں مشغول تھا کہ دفعتۃً سردار مکہ **مسعود** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے داعی اجل کو لبیک کہا، انا اللہ و انا الیہ راجعون۔

اب سردار مکہ کی مسند پر مساعد بن سعید سر بر خلافت پر جلوہ آرا ہوا۔ انہوں نے اپنے عدل سے ملکِ اسلام آباد اور اعدائے دین کو برباد کیا۔ اہل نجد نے اس کے آوازۂ عدل سے شادماں ہو کر عزم حرم محترم دل میں ٹھان کر اپنے قاصد کو مساعد والئ مکہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ قاصد گستاخانہ دربار عالی میں پہنچا بعد دریافت معلوم ہوا کہ سردار **درعیہ** کا فرستادہ ہے بایں غرض کہ ادائے حج کے لئے اسے حاضری کی اجازت ملے۔

والئ مکہ نے فرمایا کہ کعبہ مکرمہ اس آدمی کے لئے جائے طواف ہے جو اللہ (جل جلالہ) اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اوامر ونواہی کے دائرے میں ہو۔ اور سردار **درعیہ** فاسق و گمراہ ہے اسے حج سے کیا واسطہ؟ ہرگز اسے اجازت باریابی نہیں مل سکتی۔

قاصد اس فرمان حق بیان کو سن کر الٹے پاؤں پھر گیا اور سردار **درعیہ** سے من وعن حال کہہ کر نجدیوں کے دل کو آتش نا امیدی سے جلا کر کباب کیا۔

وفات سردار مکہ: انہیں ایام میں سردار مکہ **مساعد بن سعید** نے داعی اجل کو لبیک کہا اور فردوس بریں کی راہ لی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب سردار مکہ کی مسند پر **احمد** نے سریر خلافت کو زینت بخشی اہل نجد اس سانحہ کو سن کر بہت خوش ہوئے اور قاصد سے کہا کہ تم سردار احمد کی خدمت میں جا کر نہایت شیریں زبانی اور چاپلوسی سے عرض کرو کہ **سردار نجد** کے دل میں شوق بیت اللہ کی زیارت کا حد سے زیادہ ہے لہٰذا اجازت باریابی درکار ہے تا کہ

خادموں کی طرح حاضر ہو۔

قاصد نے ان کے مجنونانہ خیال سے مسکرا کر عرض کیا کہ کسی عالم کا میرے ساتھ چلنا ضروریات سے ہے تاکہ شرعی مکالمت میں دقت واقع نہ ہو۔ سردار بد کردار کے حکم سے ایک عالم ہمراہ قاصد ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہوا اور بایمائے **احمد والی** مکہ علمائے کرام کی عالم نجدی سے باتیں شروع ہوئیں۔ عالم نجدی نے اپنے عقائد پر مکائد کو ظاہر کر کے اپنے کو شریف مکہ کی نظر سے گرا دیا۔ آخر شریف مکہ غضبناک ہو کر فرمایا کہ اے نجدیوں تم تقلید کے نام سے بھاگتے ہو اور پھر اپنے کو متبع سنت کہتے ہو یہ قول تمہارا خلافِ کلامِ قادر ذہ الجلال اور ہوائے نفسانی پر دال ہے۔ سنتِ سنیہ کو چھوڑا، راہ ضلالت کو پکڑا تم اپنے سردار سے کہد و کہ میں تم سے اور تمہارے عقائد باطلہ سے بیزار ہوں۔ میں تمہیں آب حمیم شمشیر ہی پلا کر چھوڑوں گا۔ جو اعدائے دین کی آنتیں تک کاٹ کر پھینک دے۔

قاصد نے نیل مرام لوٹا اور اپنے سردار سے جا کر کہا کہ سردار مکہ **احمد** کہتا ہے اگر تم رشتۂ تقلید کو گردن ارادت میں ڈال لو تو میں تمہارا بھی خواہ ہوں ورنہ تیغ برّاں سے تمہارا کام تمام کروں گا امر آتش غضب سے تمہارے خرمن ہستی کو بالکل جلا ڈالوں گا۔

سردار نجد یہ بات سن کر نہایت پریشان ہوا۔

وفات سردار مکہ: اتفاق وقت قضا کی آمد ہوئی اور خلیفہ وقت سردار مکہ **احمد** نے بھی اس دار فانی کو چھوڑا اور گوشۂ لحد میں جا بسا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب خلافت مکہ کی مسند پر **سرور** والیٔ مکہ بن کر تخت نشیں ہوئے سردار مکہ

سرور ہمیشہ سے خیال استیصال نجدیاں گمراہان رکھتا تھا سردار **درعیہ** کا قاصد اس کے پاس بھی بغرض طلب اجازت زیارت کعبہ حاضر ہوا۔ مگر اجازت حاضری نہ ملی اور جانبین سے سامان جنگ ہونے لگا۔

وفات سردار مکہ: اسی درمیان میں حضرت قابض الارواح کی سردار مکہ جناب **سرور** سے ملاقات ہوئی اور ان کو بھی سیر جنت کی ترغیب دی، اور جناب **سرور** کی روح قبض کی، انا للہ وانا الیہ راجعون!

سردار مکہ کی مسند خلافت پر جناب **سرور** کے بعد جناب **غالب** مسند نشیں ہوئے۔ **غالب** بڑا سنجیدہ آدمی تھا۔ نجدیوں کے دلوں میں **غالب** کی جانب سے غایت درجہ کی ہیبت پیدا ہوگئی تھی سردار مکہ **غالب** نے دربار عام فرما کہ حالات فتنہ وگمراہی نجدیاں کو بیان کیا اور ان مفسدوں کی بیخ کنی کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ حاضرین نہایت محظوظ ہوئے اور سبھوں نے ہاتھ دعا کے لئے دراز کئے کہ خدا تمہیں تمہارے نام کی طرح مظفر ومنصور اور غالب فرمائے ہم لوگ اعلائے کلمۃ اللہ، اعانت سنت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں کسی طرح کوتاہی و پہلوتہی کو راہ نہ دیں گے۔ جان و مال سب قربان کریں گے سچ ہے۔

رباعی:

آنکس کہ ورا شناخت جاں را چہ کند
فرزند وعزیز و خانماں را چہ کند
دیوانہ کند ہر دو جہانش بخشد
دیوانۂ او ہر دو جہاں را چہ کند

ترجمہ: جس شخص نے اسے پہچان لیا وہ اب معرفت کے بعد جان کا کیا

کرے گا، اپنے عزیز بیٹے اور بیوی بچوں اور گھر کا کیا کرے گا۔

وہ جسے اپنا دیوانہ بنالے وہ سب کچھ اس کے کام پر لٹا دیتا ہے، کیونکہ اسکا دیوانہ دونوں جہاں کا کیا کرے گا۔

غالب خوش اقبال نے حسب رائے اراکین سلطنت **عبدالعزیز** اپنے چھوٹے بھائی کو ایک جم غفیر کے ساتھ نجدیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ **عبدالعزیز بن مساعد** نے **قریہ ضریہ** میں پہنچ کر فتح ونصرت کا ڈنکا بجا کر میدان ہاتھ لیا اس کے بعد **قریہ مسکہ** میں پہنچ کر اس پر قابض ہوا۔ بعدۂ **قریہ سوا** میں پہنچ کر بدعت کو اکھاڑ کر وہاں اسلامی جھنڈا گاڑا پھر **قریہ عنیزہ** میں جا پہنچا اس میں ایک مضبوط قلعہ تھا وہاں کے باشندے اچھی طرح لڑے بھڑے مگر ناکامیاب رہے۔

عبدالعزیز مظفر ومنصور طواف کعبہ کے لئے واپس آیا۔ تاریخ ۲۳ / شعبان ۱۲۰۵ھ میں **غالب** بنفس نفیس **حص شعرا** پر بغرض انسداد فتنۂ نجدیاں گیا اور دار و گیر کر کے بغرض حج واپس آیا۔ بعد حج **عبدالعزیز** مقام **تُربہ** اور مقام **رینہ** میں با جماعت کثیرہ رایت ظفر بلند کر کے اول اہل **تربہ** بعدۂ اہل **رینہ** کو راہ راست پر لایا اور سرخروئی دارین کو حاصل کیا۔ ۲۶ / ذی الحجہ سن ۱۲۰۸ھ کو **غالب** والی مکہ نے بسرداری **عثمان مضایقی** لشکر ظفر بیکر کو عقیلان بن فیحان پر روانہ کیا۔ عثمان لڑ بھڑ کر بہت سے اونٹوں کو غنیمت میں لے کر مکہ کو لوٹ آیا۔ ماہ ربیع الآخر سن ۱۲۰۹ھ میں **غالب** نے ایک فوج جرار کو درست کر کے سرداری **عبدالمعین** اور بھائی کے **رغوہ** روانہ کیا۔ **عبدالمعین** اس لڑائی کی فتح کے بعد **رینہ** میں آیا۔ ابن سعود بن قطان وہابی حاکم **رینہ** کو گرفتار کر کے

مکۂ معظّمہ روانہ کیا۔ ابن سعود بن قطان سردار مکہ **غالب** کے ہاتھوں پر توبہ کر کے **رینہ** واپس آیا اور پھر مرتد ہو کر مقتول ہوا۔ **عبدالمعین** قتل ابن سعود بن قطان سے مطمئن ہو کر قریۂ **سباج الخیل** میں وہابیوں پر ٹوٹ پڑا۔ ماہ صفرالمظفر سن ۱۲۱۰ھ میں ناصرین سلیمان قریۂ ثمامیہ میں پہنچ کر وہابیوں کو زیر کر کے مع مال غنیمت لوٹا۔ واقعۂ مرانؔ، عفیفؔ، شماسؔ ماہ ذی الحجہ سن ۱۲۱۰ھ میں واقع ہوا۔ وہاں لڑائی میں **ناصر** کو شکست ہوئی اور شماسیون کا دل بڑھ چلا۔ سن ۱۲۱۰ھ میں سید **حسن بن غالب** نے مسکن وہابیان میں پہنچ کر اسے برباد کیا۔ ماہ ربیع الآخر ۱۲۱۱ھ میں **سید فہید** نے **بقرہ** کی طرف رخ کیا اور اس کو تہ و بالا کر ڈالا۔

۱۱ر شعبان سن ۱۲۱۲ھ میں سردار مکہ **غالب** بنفس نفیس بہت بڑی فوج لے کر وادی **عقیق** میں پہنچا اور وہاں سے **مران**، **مویہ**، **بقرہ** میں گیا اور ان سب کو خراب و برباد کرتا ہوا **خرمہ** میں جا کر ٹھہرا اس وقت سردار مکہ **غالب** کو کردیوں سے کچھ شکست ہوئی۔ وجہ شکست یہ کہ شریف مکہ کے موت اور دولت عثمانیہ اور خدیوں مصر کی فرانسیسیوں سے لڑائی تھی۔ سلطانی فرمان پہنچا کہ اس وقت مصر پر فرانسیسیوں کا حملہ عظیم ہے تم مکہ کی حفاظت کرو۔ سردار مکہ **غالب** نے عنان ہمت کا رخ ادھر کیا اور ادھر ضعف نے راہ لی اور وہابیان بدانجام نے قوت پکڑی سن ۱۲۱۲ھ میں عبدالعزیز بن سعود سالار **درعیہ** نے **غالب** شریف مکہ کی حضور میں خط صلح لکھ کر جواب منظوری صلح کی بابت دیا گیا۔ ماہ جمادی الاولیٰ سن ۱۲۱۳ھ میں شریف مکہ **غالب** اور عبدالعزیز بن سعود سردار وہابیہ کے مابین صلح واقع ہو کر حدود ممالک محروسۂ، بردو فریق قائم کیے گئے اور گروہا گروہ وہابیان حج کو آنے لگے۔ مگر عبدالعزیز خود امسال حج نہ کر سکا اس کی وجہ یہ تھی کہ سلیمان پاشا نے علی بیگ وزیر کی

امارت کے ساتھ اس پر بری فوج روانہ کی تھی عبدالعزیز وہابی کو ان کے مقابلے سے فرصت نہ ملی پھر ۱۲۱۴ھ میں سعود بن عبدالعزیز حج بیت اللہ کے لئے آیا اور تحائف گرانہا کو سردار مکہ **غالب** کی حضور میں پیش کیا پھر **غالب** سردار مکہ کی حضور اس کی سرفرازی ہوئی۔

دل میں ہے کفر تیرے تجھ رغضب خدا کا
اے شوخ سوئے کعبہ پھر مانگتا دعا کا

پھر سعود بن عبدالعزیز نے عہد شکنی کر کے بازار قتال گرم کیا۔ سردار مکہ **غالب** نے اس خرابی کے دریافت کے لئے **عثمان مضایقی** کو اس کے پاس بھیجا اور لکھا کہ بدعہدی کس وجہ سے کی گئی ہے۔ عبدالعزیز وہابی نے اس کا جواب ناصواب یوں دیا کہ میں کیا کروں بیوقوف نادانوں نے مجھے آپ کے سامنے بدعہد کر دیا۔ میری باتوں کو بادہوائی سمجھا اس لئے میں مجبور ہوں ورنہ میں بذات خاص اپنے اس عہد پر ہوں (خاک در دہن کاذب) آپ مجھ سے کبھی بدگمان نہ ہوں۔ سردار مکہ **غالب** نے اسے لطائف الحیل معلوم کیا اور وجہ اس لطائف الحیل کی یہ ہوئی کہ **عثمان مضایقی** سفیر **غالب** سردار مکہ نے عبدالعزیز وہابی سے مل کر حالات مکہ سے اسے بالکل آگاہ کر دیا اور کہا کہ اگر آپ مجھے وہاں کا امیر مقرر کریں تو میں آپ کا ہو رہوں۔

مبادا دلِ آں فرومایہ شاد
کہ از بہرِ دنیا دہد دین بباد

ترجمہ: اس کم ظرف کا دل کبھی خوش نہیں رہ سکتا جو دنیا سے ادنیٰ چیز کے بدلے دین خراب کر لے۔

عبدالعزیز نے **عثمان مضایقی** سے یہ عہد کیا کہ جب میں وہاں کا حاکم بنوں گا تو تمہیں امارت عطا کروں گا۔ **عثمان مضایقی** سے اپنے ہمراہیوں عبدالمحسن اور ابن حمید وغیرہ کے عبدالعزیز سے رخصت ہو کر مخلیع **عبیلا** میں پہونچا اور اپنے ہمراہیوں کو حسن تدابیر سے رخصت کر دیا۔ اس کے بعد ایک بہت بڑی لڑائی **غالب** شریف مکہ اور عبدالعزیز سردار وہابیہ سے بسازش عثمان مضایقی مردود واقع ہوئی جو اس کی تفصیل سے مطلع ہونا چاہے وہ تاریخ تہامہ دیکھے۔ سن ۱۲۱۸ھ میں سعود سردار وہابیہ مکۂ معظّمہ کو اپنے قبضے میں لے لیا اور یہ سب خرابی عثمان مضایقی کی وجہ سے ہوئی قابض و دخیل ہونے کے بعد سعود مردود نے یہ حکم دیا کہ تین روز کے اندر ساکنان مکہ معظّمہ مکہ خالی کر دیں ورنہ قتل عام کا حکم دوں گا۔ اور غالب شریف مکہ بخوف جدہ چلا گیا۔ اور سعود نا مسعود مکہ معظّمہ میں خرابیاں برپا کرنے لگا۔ یہاں تک کہ قبۂ مولد النبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم و قبۂ مولد سیدنا ابوبکر و مولد حضرت علی ابن ابی طالب اور قبۂ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو ڈھایا۔ اور جہاں کہیں صالحین کی نشانیاں ملیں سب کو نیست و نابود کیا اور وقت بربادی طبل مسرت بجاتا اور بزرگان دین کی قبروں پر بیباکانہ پیشاب کرتا۔ اور انہیں گالیوں سے یاد کر کے اپنا دل سیاہ شاد کرتا۔ تین روز تک اس مردود نے یہ سب بے ادبیاں کیں۔

سن ۱۲۲۱ھ میں مدینہ طیبہ کی طرف رخ کیا کہ مدینے میں بوجہ زیارت روضہ مطہرہ نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بت پرستی ہوتی ہے میں اس کو ناپسند کرتا ہوں۔ الغرض مدینۂ طیبہ میں پہنچ کر علی الصباح حکم عام دیا کہ اصحاب رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی قبریں کھودی

۱ محتاج، مفلس یا تونگر دولت مند کسی کی بھی تھوڑی یا بہت عیب جوئی بری ہے، برا کام اس سے بچو ور مصلحت یہ ہے کہ یہ سب ہرگز نہ کرو۔

جائیں۔جاں نثاران دین محبوب رب العالمین کی قبریں کھودی گئیں۔حتیٰ کہ کفن دکھائی دیا۔لعنت بکار مردود

پھر سعود مردود کے حکم سے حجرۂ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسباب لوٹے گئے اور روضہ منورۂ مطہرہ سرور عالم فخر نبی آدم خاتم انبیاء مقتدائے اصفیا، وسیلتنا فی الدارین محبوب رب المشرفین والمغربین، شافع المذنبین یوم الدین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وعلیٰ الہ و اصحابہٖ اجمعین سے غلاف اتارلیا۔اب اس سے آگے جونجدی علیہ ماعلیہ سے بے ادبیاں، گستاخیاں، سرزد ہوئیں ان کو بیان کرنے کی جرأت نہیں، زبان لال، قلم شوریدحال ہے۔نہ اس کوایک لفظ کہنے کی طاقت نہ اس کوایک حرف لکھنے کی ہمت حیف صد حیف کہ یہ محمدیوں کا فعل ہے۔اے وہابیوں ذرا سر بگریباں ہوجاؤ۔اپنے حرکات ناشائستہ، افعال قبیحہ پرنگاہ انصاف ڈال کر دیکھ کہ جس کی محبت کا دم بھرتے ہو، جس کا نام لیتے ہو۔اسی کی جناب میں ایسی سخت گستاخی سے پیش آتے ہو۔تعجب نہیں جو آسمان تمہارے سروں پر پھٹ پڑے اور زمین شق ہوکر تم کونگل لے۔والعیاذ باللہ رب العالمین۔

شرم بادت از خدا واز رسول

ترجمہ: اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شرم آنی چاہیے

ظالموں محبوب کا حق تھا یہی

عشق کے بدلے عداوت کیجئے

الحمد اللہ کہ ہواز مانے کی پلٹی، موسم خزاں گیا، بہار آئی، یوم شوم کا عمل اٹھا۔ہما کی سایہ افگن کا وقت آپہنچا، بلبلیں جو مدت دراز سے فراق گل میں جاں کھوئے دیتی تھیں ہر وقت مضطرب اور بے چین تھیں ان کی قسمت جاگی۔اللہ اللہ کر کے

حاجت روائی کی نوبت آئی۔

مژدہ اے دل کہ مسیحانفسے می آید
کہ زانفاس خوشش بوئے کسے می آید

ترجمہ: خوش خبری ہواے دل کہ کوئی مسیحانفس آرہاہے کہ جس پیاری سانسوں سے کسی کی خوشبوآرہی ہے۔

یعنی سن ۱۲۲۲ھ میں فرمان سلطان بنام محمد خدیو مصر صادر ہوااور ہوتا رہتا تھا کہ وہابیوں پر لشکرکشی کر کے ان کا نام ونشان صفحۂ جہان سے مٹاؤ، ان کے کئے کا قرارواقعی منہ چکھاؤ، چونکہ خدیو فرانس اور حبش کی طرف متوجہ تھا اس لئے بجاآوری فرمان شاہی میں کچھ وقفہ ہوا۔ یہاں تک کہ سن ۱۲۲۶ھ فوج ظفر موج سرداری **طوسون** اپنے صاحبزادے کے مصر سے بھیجی۔ علامۂ روزگار حضرت سید احمد طحطاوی محشی درمختار کواس کے ہمراہ کیا۔

طوسون نے مصر سے چل کر **ینبع** پہنچ کر اسے اپنے قبضے میں کیا اور جوق درجوق قبائل عرب کے اس کے ساتھ ملتے رہے۔ عثمان مضایقی طائف سے بہت بڑی فوج لے کر طوسون کے مقابلے کو آیا۔

۱۳/ ذی القعدہ سن ۱۲۲۶ھ میں دونوں کا مقابلہ ہوا **طوسون** کو شکست ہوئی۔ وہابیان گمراہ مسلمانوں کے مالوں کو اپنے قبضے وتصرف میں لائے طوسون نے اس کی خبر **خدیو** کے پاس بھیجی سن ۱۲۲۷ھ میں **خدیو** نے براہ تری غازیوں کی ایک بڑی جماعت سے اپنے فرزند **طوسون** کی مدد کی **طوسون** بامداد مجاہدین عثمان مضایقی کو پسپا کر کے کشتوں کا پشتہ لگا کر مدینۂ منورہ کا عازم ہوا وہاں پہنچ کر وہابیوں سے مدینہ طیبہ کو پاک وصاف کیا۔ پھر ان دشمنان دین کا وہاں پتہ

نہ لگا وہاں سے باطمینان تمام براہ بحر قلزم جدے میں پہنچ کر رایت اسلام کو بلند کیا۔ یہ واقعہ اوائل محرم سن ۱۲۲۸ھ میں ہوا۔ طوسون کے جدے پہنچتے ہی وہابیان گمراہ بخوف جان مکۂ معظّمہ سے بھاگ نکلے۔ الحمد اللہ تعالیٰ کہ مدینۂ منورہ و مکہ مکرمہ اور بیت اللہ الائش وہابیہ سے پاک ہوا۔

اے خدا قربان احسانت شوم
ایں چہ احسانت قربانت شوم

ترجمہ: اے اللہ تیرے احسانات بے پایاں کے قربان جاؤں، یہ بھی کتنا بڑا احسان ہے مالک میں صدقے جاؤں۔

خدیو مصر نے لطیف افندی کو بغرض بشارت رسائی بحضور سلطان روم روانہ کیا۔ دربار عالی سے افندی مذکور کی عزت کی گئی اور سلطان نے اپنی ملاقات سے بہرہ یاب فرما کر ایک گونہ الطاف خسروانی فرمایا اور خدیو کے لئے بھی خلعت گرانہا عطا فرمایا۔ **طوسون** نے غازیان مصری کو طائف پر مقرر کیا۔ غازیوں نے اسے فتح کیا اور عثمان مضایفی کو گرفتار کر کے **طوسون** کے حضور میں بھیجدیا۔ **طوسون** نے اسے مصر روانہ کیا۔ وسط ماہ ذی القعدہ سن ۱۲۲۸ھ کو عثمان مضایقی مصر میں پہونچا اہل مصر نے کہ اس کے دیدار کے مشتاق تھے اسے تمام شہر میں گشت کرا کر دارالسلطنت قسطنطنیہ کو روانہ کردیا۔ دارالخلافہ میں پہنچ کر بعد تشہیر قتل کیا گیا۔

تگندم از گندم بروید جوز جو
از مکافات عمل غافل مشو

ترجمہ: گیہوں سے گیہوں اگتی ہے اور جو سے جو، عمل کے نتیجے انجام سے غافل مت ہونا۔

عثمان مضایقی ایک نہایت چالاک آدمی تھا۔ اس کی چالاکی سے وہابیان ناہنجار **مکہ معظمہ** اور **رینہ** وغیرہ کے مالک بن بیٹھے تھے اس کی گرفتاری اس سعود سالار **درعیہ** پر سخت گراں گذری درخواست رہائی کی لیکن یہاں تو بتقاضائے جوش دینی اس کے قتل میں مسرت دلی تھی۔ رہائی کیوں کر ہو سکتی تھی۔

محمد علی پاشا خدیو مصر ۱۴/شوال المکرم سن ۱۲۲۸ھ کو **جدے** روانہ ہوا۔ آخر شوال المکرم میں وہاں پہنچ کر داروگیر کرنے لگا۔ ماہ ربیع الآخر سن ۱۲۲۹ھ کو سعود سردار **درعیہ** حاکم وہابیہ اپنے کیئے کا پھل چکھنے کے لئے عدم آباد کو سدھارا۔ پھر اس کا بیٹا عبداللہ باپ کی جگہ پر حاکم وہابیہ اور سردار **درعیہ** مقرر ہوا محمد علی پاشا خدیو مصر سن ۱۲۳۰ھ میں **تربیہ**، **رینہ** اور **طائف** وغیرہ کو وہابیوں سے پاک کر کے مصر لوٹ آیا۔ اور **حسن** کو حاکم مکہ معظّمہ مقرر کیا۔ **حسن** نے اپنے عدل سے خلق اللہ کو خوشنود رکھا۔ **طوسون** دلیرانہ درد دین کے نشے میں چور حملہ کرتا ہوا، مدینۂ منورہ سے تین سو میل تک پہنچ کر بافتح و نصرت خیبر آیا اور وہاں سے **شتاصد** مقام وہابیان میں صرف پانچ گھڑی کا راستہ رہ گیا عبداللہ ابن سعود سردار وہابیہ نے گھر میں آکر صلح کے لئے اس مضمون کا خط لکھا کہ:

> ''مکے اور مدینے پر دعویٰ نہ کروں گا اپنے کو زمرۂ رعایائے وفادار سلطان میں سمجھوں گا، سلطان کو اپنا بادشاہ مانوں گا اور خطبہ بنام بادشاہ سلطان ظل اللہ پڑھوں گا''

طوسون نے اس کی درخواست منظور کر کے بغرض منظوری اس صلح نامہ کو **خدیو** کے پاس روانہ کیا **خدیو** نے ناپسند کیا اور فرمایا کہ ''سعود سخت کینہ ور دشمن اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھا اس کا بیٹا عبداللہ کسی طرح قابل رحم نہیں۔

''افعی کشتن وبچہ اورا نگاہ داشتن کار خردمنداں نیست''

ترجمہ: سانپ کو مار کر اسکے بچے کو محفوظ رکھنا عقلمندوں کا طریقہ نہیں ہے۔

خدیو نے **طوسون** کو مصر بلالیا۔ بقضائے الٰہی طوسون بمرض طاعون راہی ملک بقا ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہابیان بدکردار اس سانحے سے خوش تو ضرور ہوئے مگر۔

گماں مبر کہ تو چوں بگزرے جہاں بگزشت
گماں مبر کہ بطوسون جہان نیز گزشت
ہزار شمع بکشتند وانجمن باقیست

ترجمہ: یہ خیال مت کر کہ تیرے جانے سے دنیا بھی چلی جائیگی، ہزاروں شمعیں دہر میں جلیں، بجھیں مگر محفل کی رونق باقی ہے۔

خدا جانے یہ دنیا جلوہ گاہِ ناز ہے کس کی
ہزاروں اٹھ گئے رونق وہی باقی ہے مجلس کی

خدیو نے اپنے لڑکے **ابراھیم** کو عبداللہ سردار وہابیاں کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا۔ ماہ محرم سن ۱۲۳۲ھ میں **ابراھیم** خاتمۂ جنگ کے لئے بھیجے گئے۔ ماہ جمادی الاولیٰ ۱۲۳۲ھ میں لڑائی واقع ہوئی وہابیہ شکست فاش پا کر بھاگ نکلے۔ ابراہیم بادشاہ **درعیہ** پر حملہ آور ہوا اور سب کا محاصرہ کرلیا۔ اس کے بعد ابراھیم پاشا نے کسی غرض سے دوسرے موضع کی طرف رخ کیا۔ عبداللہ وہابی اس موقع کو غنیمت جان کر ٹوٹ پڑا اور اس کے جملے سے بہت سے غازی شربت، شہادت پی کر خواب ناز میں نم کنوم العروس، کے مژدۂ جانفزا سے قیامت تک کے لئے مسرور کئے گئے۔

محمد علی خدیو مصر نے اس خبر وحشت اثر کو سن کر عسا کر مجاہدین درعیہ پر روانہ کئے ۔ پھر **ابراهیم** پاشا نے ماہ ذی القعدہ ۱۲۳۲ھ میں **درعیه** کے پانچوں قلعہ کو فتح کیا۔ عبداللہ وہابی تاب مقابلہ نہ لاسکا صلح کی درخواست کی **ابراهیم** نے جواب دیا کہ میں بذلت خاص مختار نہیں ہوں، تمہیں مصر بھیجوں گا۔ عبداللہ سردار وہابیہ حاضر ہو گیا اور اوائل ماہ محرم سن ۱۲۳۴ھ میں مصر پہنچا خدیو مصر اس سے ملا اور اپنے پہلو میں اس کو بیٹھایا اور پوچھا کہ یہ حالت کس سبب سے ہے۔؟

عبداللہ نے جواب دیا کہ خلاف ورزی سے **خدیو** مصر نے عبداللہ سردار وہابیہ کو خلعت فاخرہ پہنایا۔ عبداللہ کے پاس ایک صندوقیچہ تھا خدیو نے اسکا حال پوچھا جواب دیا کہ

''سعود اس کو حجرۂ مبارک سے لایا تھا''

جب کھولا گیا تو اس میں تین سو موتی نہایت آبدار اور کئی جواہر سونے کے تار میں گندھے ہوئے پائے ۔ ۱۹ر محرم ۱۲۳۴ھ میں **خدیو** نے عبداللہ کو قسطنطنیہ روانہ کیا اور وہ باب عالی پر قتل کیا گیا پھر اس کی ذریات ذلیل وخوار ہوئی۔

راوی

ہر گز شنیدیم در عمر خویش
کہ بد مرد را نیکی آید بہ پیش

ترجمہ: اپنی ساری عمر میں میں نے کبھی نہیں سنا، کہ بُرے آدمی کو کوئی بھلائی سے پیش آئے۔

عیب درویش تو انگر یکم و پیش بدست
کارِ بد مصلحت آنست کہ ہر گز نکنے

ترجمہ:(۱)

□□□

ہندوستان میں وہابیت کا آغاز

محمد بن عبدالوہاب کی ایمان دوز عقیدہ سوز تعلیمات کو ہندوستان میں مولوی اسماعیل دہلوی نے از سرنو زندہ کرنے اور فروغ بخشنے کا بیڑا اٹھایا۔ چنانچہ مولوی اسماعیل دہلوی نے ''تقویۃ الایمان'' نامی کتاب تیار کی جس میں اس نے اللہ کے نبی اور ولی کو چودھری چمار کے مشابہ لکھا اور اپنے اس قول کو وحدانیت کی ہری بھری ایک شاخ قرار دے کر بہت اچھلا کودا اور امکان کذبِ حق سبحانہ تعالیٰ شانہٗ کا بھی قائل ہوا۔ پھر ان دونوں کے نام لیوا خلف ارشد، مجتہد یگانہ، علامۂ زمانہ، محدث لاثانی، احمق میاں نذیر حسن سورج گڑھی ثم الدھلوی نے کچھ اور ہی گل کھلایا اور اپنی ذریات سے ہر ایک کو محقق دوراں، محدث زماں، کامل ہر فن، یکتائے زمن بنا کر ادھر ادھر چھوڑ دیا۔ جس کا ادنیٰ کام یہ ہے کہ مشکوٰۃ شریف وغیرہ کا اردو ترجمہ دیکھ دیکھ کر اپنی مراد کے موافق مطلب بنا کر اور تائید میں انہیں گرو جی کا قول لا کر یا اسماعیل دہلوی کی تصانیف کا حوالہ بتا کر گمراہی پھیلانے لگے۔ تفریق بین المسلمین میں پوری ہمت صرف فرمانے لگے۔ بالخصوص مذہب حق اہل سنت و جماعت کے پکے دشمن بنے۔ اہل سنت میں آتش فتنہ مشتعل کرنے کو بہت ضروری سمجھے اور جوان گمراہوں سے بالکل جاہل کندۂ ناتراشیدہ۔ گرم و سرد زمانہ چشیدہ۔ احمقوں کا دادا الّو کا پٹھا نکلا۔ اس نے اپنے گرو گھنٹال کے اقوال ضلالت مال سے

سنائے۔ کچھ اپنے اجتہادی سانچے کے ڈھلے ڈھلائے عوام میں پھیلائے تاکہ ضلالت خوب ترقی پکڑے اور مجھے مخلوقات مجتہد کہے آپس میں اچھی طرح پھوٹ پڑے۔ ہر ایک میری طرف رجوع کرے تُف بر گمراہی واجتہادشما۔

ترہت میں وہابیت:

انہیں گمراہوں، دین کے دشمنوں نے اطراف ترہت میں بھی بلوۂ عام اور تفرقۂ عظیم کرایا لڑکوں کو چوری کرا کر منگوایا۔ خرچ کے کفیل بنے۔ اور تعلیم گمراہی دینے لگے۔ ماں باپ کو ذلت پہنچائی، بھائی سے بھائی کے گھر میں آگ لگوائی۔ اور مولانا در ہمہ علوم وفنون یکتائے زمانہ حضرات: محمدی اہل حدیث، عامل بالحدیث وہابیوں کا ظلم ابتدا سے آج تک ملاحظہ فرمایئے۔ ان کی فتنہ پردازی، گمراہی اور بے حیائی کی داد دیجئے اور اس بیان کو مشتے نمونہ از خروارخیال کیجئے۔

کل ہی کا ذکر ہے کہ موضع لہوار (ضلع دربھنگہ، بہار) کے تین لڑکوں[۱] کو چوری کروایا۔ مقام سیتامڑھی ضلع مظفر پور میں منشی شمس الدین صاحب مختار سنی حنفی کے گھر کو جلوایا۔

۱۔ ان میں سے وہ لڑکے یہ ہیں (۱) عبدالوحید پسر نعمت خان (۲) رفیق پسر صاحب علی خان ان لڑکوں کو رحیم آباد روانہ کیا جب زائد تلاش ہوئی تو رحیم آباد سے سیتامڑھی لے جاتے وقت محمد پورا سٹیشن پر سارق اور مسروق دونوں کو لوگوں نے پکڑا وہابیوں خواب خرگوش سے بیدار ہو جاؤ، ہوش سنبھالو، کجی چھوڑو اور راستی پر آؤ۔

بہ بستان رو کہ از بلبل طریق عشق گیری یاد
بمجلس آے کز حافظ سخن گفتن بیاموزگی

ترجمہ: باغ میں جاؤ تا کہ بلبل سے عشق کے طریقے سیکھو یا مجلس میں آؤ تا کہ حافظ

۱؎ قال اللہ اور قال الرسول کے شیدا منشی۔۔۔۔۔ سارق کی مرمت ہوئی۔ اے حضرات عامل بالحدیث کس حدیث میں لڑکوں کی چوری لکھی ہے؎

شرم بادت از خدا و از رسول

ترجمہ: تجھے اللہ ورسول سے شرم آنی چاہیے

سے بات کہنا سیکھ جاؤ۔

چلو پیر مغاں کی سن لیں دو بات
مے آشاموں سے کیا فرمارہے ہیں

باتھ اصلی میں وہابی مولوی

میں (سرکار محبیّٰ) اور فرزند علی خبطہ رعیت مع حاضرین بزم وعظ میں حاضر ہوئے۔ چونکہ بزم سخن بارونق تھی میں ایک جگہ بیٹھ گیا پھر عین الحق اور وہابی مولوی کے طرز بیان کو دیکھنے اور سننے لگا۔ جو باتیں اس مجلس میں ہوئیں وہ ہدیہ قارئین کی جاتی ہے:

منشی عین الحق : ہاں! مولانا آپ کا کیا نام ہے؟

وہابی مولوی : میرا نام محمد عیسیٰ ہے۔

منشی عین الحق : آپ کا دولت خانہ کہاں ہے؟

وہابی مولوی : میرا مکان دیورابندھول ضلع دربھنگہ ہے۔

منشی عین الحق : کیا آپ حاجی عیسیٰ صاحب ہیں؟

وہابی مولوی : جی ہاں!

وہابی مولوی : آپ کا نام کیا ہے؟

منشی عین الحق : میرا نام محمد عین الحق!

راوی (سرکار محبیؒ): اس کے بعد یوں ہی باتیں ہوتی رہیں یہاں تک کہ تھوڑی دیر کے بعد عین الحق نے کہا کہ حاجی صاحب (وہابی مولوی حاجی عیسیٰ) کچھ فرمائیں ہم لوگ مشتاق ہیں۔ حاجی صاحب (وہابی مولوی) نے اسے لطائف الحیل سے ٹال دیا۔ ارے بھائی صاف کیوں نہیں کہتے کہ

جامہ ندارم دامن از کجا آرم

ترجمہ: میرے پاس کرتا ہی نہیں ہے دامن کہاں سے لاؤں؟

اب نہ تمہارا قال اللہ رہا نہ ہی قال الرسول!

منشی عین الحق : آپ لوگ جلسے میں تشریف کیوں نہیں لائے؟

وہابی مولوی : کون سا جلسہ تھا جس میں آتا؟

عین الحق : کون سا جلسہ تھا یہ کیا معنی؟ اس سے بڑھ کر اور کون سا جلسہ ہوتا ہے؟ علمائے کرام تشریف لائے۔ مسلمانان دیہات وامصار دس ہزار سے زائد جمع ہو گئے اور انہوں نے بانیٔ جلسہ کو نہایت ممنون فرمایا۔ ہاں چوری چپکے جلسہ نہ ہوا تھا کہ تنہا آئے اور نادانوں کے سامنے ملّا بن گئے اور انہیں دام تزویر میں لانے کے لئے قال اللہ اور قال الرسول کہنے لگے۔

وہابی مولوی : آپ لوگوں کی کل باتیں بکھیڑے کی ہوتی ہیں آپ لوگوں نے اپنے علما کی قدر ہی نہ کی پھر مجھے کون پوچھتا؟

منشی عین الحق : بھلا آپ فرمائیں کہ مولانا واستاذنا نے کن حضرات کے ساتھ خلاف سنت سلوک کیا اور ہم خادموں سے کن کے ساتھ بدسلوکیاں ہوئیں۔

وہابی مولوی : دیکھئے مظفر پور کے عالموں کے ساتھ آپ لوگوں نے کیا کیا بدسلوکیاں کیں۔

منشی عین الحق : ہرگز نہیں نہایت حسن سلوک سے ان سے ملے مگر انہوں نے خود اپنی ندویت کو ظاہر کیا تاہم ہمہ دم ان کی خاطر مدنظر رہی چلتے چلاتے زادراہ بھی حاضر کیا گیا مگر انہوں نے نقدی واپس کر دی البتہ شیرینی وغیرہ بندھوالی۔

وہابی مولوی : کیا آپ لوگ ندوۃ العلما کے برخلاف ہیں؟

منشی عین الحق : ہاں میرے مولانا صاحب (سرکار محبّیؒ) فرماتے ہیں کہ ان میں (ندوۃ العلماء والوں میں) بالکل دنیا طلبی ہے ہم لوگ اس کی خلاف شرع و بے جا کارروائیوں کی وجہ سے اسے بُرا کہتے ہیں۔ وہاں حلال وحرام کی تمیز نہیں۔ رافضی، نیچری اور وہابی وغیرہ سب آپس میں عینی بھائی ہیں۔ جب تک آپس میں اتحاد نہیں ایمان ندارد۔

وہابی مولوی : تو کیا تمہارے مذہب میں سود جائز ہے؟

منشی عین الحق : حاجی صاحب (وہابی مولوی) ذرا بتلائیں تو سہی کہ کون سی کتاب میں جائز لکھا ہے۔

وہابی مولوی : تمہاری شرح وقایہ میں لکھا ہے۔

منشی عین الحق : میاں عربی، فارسی اور اردو تینوں شرح وقایہ لاؤ۔

وہابی مولوی : مولوی صاحب (وہابی مولوی کا گروگھنٹال) نے ہم کو فہرست لکھ کر دیا ہے۔ اور وہ فہرست میرے مکان پر ہے آدمی دو تو پھر منگوا کر بتلا دوں کہ فلاں جگہ ہے۔

منشی عین الحق : جناب یہاں کتاب موجود ہے اس کے اندر فہرست اور ابواب بھی ہیں آپ ملاحظہ فرمائیے۔ بتلائیے اور دکھلائیے۔

وہابی مولوی : مجھے بغیر فہرست مولوی صاحب (یعنی اپنے گروگھنٹال کی تیار کردہ فہرست) کے معلوم نہ ہوگا۔

راوی (سرکار محبیؒ): تمہیں کیا خاک معلوم ہوگا کتاب سے مسئلہ تلاش کرنے کے لئے کچھ علم بھی ہونا چاہیے۔ جبکہ تم لکیر کے فقیر ہو۔ تمہارے مولوی صاحب نے جو کچھ انگلی رکھ کر بتلا دیا اور جس طرح سمجھا دیا وہ وحی آسمانی سے بڑھ کر

تمہارے لئے ہو گیا کیسے پکے عامل بالحدیث اور غیر مقلد ہو کہ کسی طرح اپنے ملا جی کی تقلید نہیں چھوڑتے ہو۔ چاہے وہ سراسر خلاف حدیث شریف ہو تمہارا حال طوطے مینا جیسا ہے کہ جو رٹا دیا رٹ رہے ہیں اس سے آگے کچھ بولیں تو کیسے نہ تو علم ہے نہ فہم ہے۔ اگر کچھ بولے بھی تو وہی اللہ جی۔ نبی جی روزی بھیجو کی رٹ لگائی۔ کہیں کسی سنی سے مناظرے کی نوبت آئی تو جھٹ دُم دبائی یا پھر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی سنی سنائی روایت پیش کردی۔ اور یہ بھی نہ دیکھا کہ آگے پیچھے بھی کوئی حدیث ہے یا نہیں جھونپڑے میں رہ کر محلوں کا خواب دیکھنا اسی کا نام ہے۔

تا بد کانِ خانہ در گروے
ہرگز اے خام آدمی نشوے

ترجمہ: جب تک صرافے کی دعکان پر کورہن نہیں کردے گا پریشانیاں نہیں جھیل لے وہ ادھورا، ناقص کبھی آدمیت کے درجے کو نہیں پا سکے گا۔

دو چار قدم چل کر کسی مدرسۂ اہل سنت میں کچھ حرف پڑھ آئیے پھر میرے بیان کی تصدیق ہو جائے گی۔

اگر سفر کی تکلیف بھی ناگوار خاطر راحت پسند ہو تو بنظر احقاق حق وابطال باطل خادم ہی کے مدرسہ (مدرسہ نورالہدیٰ) میں تشریف لا کر چند سبق پڑھکر لمعۂ انوار عقائد وفقہ اور حدیث سے خانۂ تاریک بے علم کو روشن فرمائیے۔ اگر یہ بھی نہ سہی تو اسی جگہ فقیر سے امور حقہ کو سن کر استفادہ کیجئے۔ آپ کا جو یہ خیال ہے کہ حنفیہ حدیث سے بہت دور اور نشۂ فقہ سے چور ہیں بالکل ناروا، کم فہمی اور بے علمی کا منشا ہے لیجئے لگے ہاتھوں حنفیوں کے تمسک بالحدیث کا اندازہ کر کے اپنی بدمذہبی سے

توبہ فرمائیے۔ ہر دو حدیث از ابوداؤد شریف صفحہ: ۲۷۔ مطبع اصح المطابع لکھنؤ۔

(۱) حدیث: حدثنا وکیع عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الأسود عن علقمة قال قال عبد الله بن مسعود ألا أصلي بکم صلاۃ رسول الله صلی الله علیه وسلم فصلی فلم یرفع یدیه إلا فی أول مرۃ

ترجمہ: بیان کی ہم کو عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم کو وکیع نے سفیان سے انہوں نے عاصم بن کلیب سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن اسود سے انہوں نے علقمہ سے اور کہا علقمہ نے کہ کہا عبداللہ بن مسعود نے کیا نہیں پڑھاؤں میں تم کو نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی؟ کہا علقمہ نے کہ نماز پڑھی عبداللہ بن مسعود نے پس نہیں اٹھایا اپنے ہاتھوں کو مگر ایک مرتبہ۔

(۲) حدیث: حدثنا محمد بن الصباح البزاز ثنا شریك عن یزید بن ابی زیاد عن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ عن البراء انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم کان اذا افتتح الصلاۃ رفع یدیه الی قریب من اذنیه ثم لا یعود۔

ترجمہ: حدیث بیان کی ہم کو محمد بن صباح بزار نے انہوں نے کہا کہ حدیث کی ہم کو شریک نے یزید بن ابی زیاد سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلی سے انہوں نے براء بن عازب سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے کانوں کی لو تک پھر نہیں دہراتے تھے۔

یہ دونوں حدیث بطور نمونہ بیان کی ہیں جن سے بوقت تکبیر تحریمہ اور کسی وقت رفع الیدین ثابت نہیں ہوتا ہے۔ تمہارے راہ راست پر چلنے کے لئے یہی دونوں حدیث پوری راہبر ہیں۔ موقع کی مناسبت سے ایک روایت مسلم کی بھی سن لیجئے۔ جو حاشیۂ نسائی شریف ص ۱۷۴۔ مطبع نظامی کانپور۔

حدیث: روی مسلم عن جابر بن سمرۃ قال خرج علینا رسول الله صلی الله

تعالیٰ علیه وسلم فقال مالی ارٰکم رافعین ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلاۃ۔

ترجمہ: یعنی صحیح مسلم میں ہے جابر بن سمرہ سے کہا انہوں نے کہ نکلے ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پس فرمایا کیا ہے کہ دیکھتا ہوں میں تم کو اپنے ہاتھوں کو اٹھانے والے جیسے گھوڑوں کی دم ہلتی ہیں سکون پکڑو نماز میں۔

(۴) **حدیث:** ایک حدیث زیر ناف کی صحاح ستہ ہی سے لیجئے ابوداؤد ص ۷۶، مطبع نظامی۔

حدثنا محمد بن محبوب ثنا حفص بن غیاث عن عبدالرحمٰن بن اسحق عن زیاد بن زید عن ابی جحیفة ان علیا رضی اللہ عنه قال السنة وضع الکفّ علی الکفّ فی الصلاۃ تحت السرۃ۔

ترجمہ: حدیث کی ہم کو محمد بن محبوب نے کہا انہوں نے کہ حدیث کی ہم کو حفص بن غیاث نے عبدالرحمٰن بن اسحٰق سے انہوں نے زیاد بن زید سے انہوں نے ابی جحیفہ سے کہا ابوجحیفہ نے کہ تحقیق علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز میں ہاتھ کا ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔

(۵) حدیث: نسائی ص ۶۸، مطبع نظامی ترك ذالك یعنی رفع الیدین عند الرکوع۔

اخبرنا سوید بن نصر حدثنا عبداللہ بن المبارك عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمٰن بن الاسود عن علقمة عن عبداللہ قال الا اخبرکم بصلاۃِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قال فقام رفع یدیه اول مرۃٍ ثم لم یعد۔

ترجمہ: خبر دی ہم کو سوید بن نصر نے انہوں نے کہا بیان کی ہم سے عبداللہ بن مبارک نے سفیان سے انہوں نے عاصم بن کلیب سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن اسود سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ سے کہا عبداللہ نے کیا میں تم کو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز بتلادوں۔ کہا راوی نے کہ پھر عبداللہ کھڑے ہوتے اور پہلی مرتبہ اپنے ہاتھوں کو اٹھایا۔ پھر دوہرایا نہیں۔

(۶) حدیث: نسائی مطبع نظامی ص ۱۵۳۔

ترك القراءة خلف الامام فيمالم يجهر فيه

ترجمہ: سری نماز میں امام کے پیچھے قرأت نہ کرنا۔

اخبرنا محمد بن المثنى حدثنا يحيىٰ حدثنا شعبةُ عن قتادة عن زرارة عن عمران بن حصين قال صلى النبى ﷺ الظهر فقرأ رجل خلفة سبح اسم ربك الاعلىٰ فلما صلى قال من قرأ سبح اسم ربك الاعلىٰ فلما صلى قال من قرأ سبح اسم ربك الاعلى قال رجل اناقال قد علمت ان بعضكم قد خاليجتيها۔

ترجمہ: خبردی ہم کو محمد بن مثنی نے کہا انہوں نے حدیث کی ہم سے یحییٰ نے کہا انہوں نے حدیث کی ہم سے شعبہ نے قتادہ سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے عمران بن حصین سے۔ انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھی پس آپ کے پیچھے ایک مرد نے سبح اسم ربك الاعلى، پس جب آپ نماز سے فراغت فرما چکے تو فرمایا کہ کس نے سبح اسم ربك الاعلى ۔ پڑھا۔؟

پس ایک مرد نے جواب دیا کہ میں نے پڑھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق میں جان لیا کہ تم میں سے بعض مجھ سے جھگڑا کرتا ہے۔

(۷) حدیث: ترك القراة خلف الامام فيما جَهَرَبه جہری نماز میں امام کے پیچھے قرأت نہ کرنا۔

اخبرنا قتيبة عن مالك عن ابن شهاب عن ابن اكيمة الليشى عن ابى هريرة ان رسول الله ﷺ انصرف من صلاة جهر فيها بالقرأة فقال هل قرأ معى احدمنكم انفاقال رجل نعم يارسول الله قال انى اقول مالى انازع

القرآن فانتھی الناس عن القراءۃ فیما جھر فیہ رسول اللہ ﷺ بالقراۃ من الصلاۃ حین سمعوا ذالک۔

ترجمہ: خبر دی قتیبہ نے مالک سے ہم کو انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابن اکیمہ لیثی سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تحقیق رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فارغ ہوئے اس نماز سے جس میں قرأت کے ساتھ جہر کیا پس آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کیا تم میں سے کسی نے ابھی پھر کچھ پڑھا۔ایک آدمی نے جواب دیا ہاں یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تب آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا میرے واسطے کیا ہے؟ کہ میرے ساتھ قرآن سے چھینا چھٹی کرتے ہو۔پس جب سے اس ارشاد فیض بنیاد حضور سید العباد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو لوگوں نے سنا پھر آپ جن نمازوں میں جہر فرماتے لوگ قرأت سے باز رہتے۔

(۸) حدیث: عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرء فانصتوا واذا قال سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا اللھم ربنا لک الحمد۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ نہیں بنایا گیا ہے امام مگر اس لئے کہ تابعداری کی جائے۔پس جب تکبیر کہے تو تکبیر کہو اور جب پڑھے تو چپ رہو اور جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو اللھم ربنا لک الحمد کہو اور لکھا ہے۔اکتفاء الماموم بقراءۃِ الامام، یعنی مقتدی کے لئے امام کی قرأت کافی ہے۔اسی جگہ آخر حدیث میں ہے الا وقد کفاھم، مگر ان کے لئے امام کی قرأت کافی ہے۔

(۹) حدیث: اور تین رکعت وتر کی حدیثیں بھی ملاحظہ ہو۔نسائی مطبع نظامی ص ۲۸۰۔

عن ابی بن کعب ان رسول اللہ ﷺ کان یوتر بثلث رکعات کان یقرأفی

الاولیٰ بسبح اسم ربک الاعلیٰ و فی الثانیۃ بقل یایھا الکفرون وفی الثالثۃ
بقل ھو اللہ اح [redacted] فراغہ سبحان
الملک الق [redacted]

ترجمہ [redacted] رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین رکعتیں [redacted] سبح اسم ربک الاعلیٰ، اور دوسری رکعت میں، قل یایھا الکفرون، تیسری رکعت میں، قل ھو اللہ احد، اور قبل رکوع قنوت پڑھتے تھے۔ پس جب فارغ ہوتے تو فرماتے ،سبحان الملک القدوس، تین مرتبہ اور آخر میں کھینچتے۔

(۱۰) حدیث: عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوتر بثلث یقرأفی الاولیٰ سبح اسم ربک الاعلیٰ وفی الثانیۃ بقل بایھا الکفرون وفی الثالثۃ بقل ھو اللہ احد۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین رکعتیں وتر کی پڑھتے تھے اول میں، سبح اسم ربک الاعلیٰ، دوسری میں، قل یاایھا الکفرون، تیسری میں، قل ھو اللہ احد۔

غیر مقلدوں وہابیوں خوب اچھی طرح سمجھو اور گوش حق نیوش سے سنو۔ پردۂ غفلت پھاڑو، صراط مستقیم پر آجاؤ کہ دین اسلام کا انحصار چار ہی مذہب میں ہے۔ اور انہیں میں سے ایک کو اختیار کرنے میں نجات کا دارومدار ہے۔ ان کے علاوہ جو راہ ہے وہ سبیل نار ہے۔ چنانچہ امام ہمام فاضل علام حضرت طحطاوی رحمۃ اللہ الباری لکھتے ہیں۔

وقال بعض المفسرین المراد من حبل اللہ الجماعۃ لانہ عقبہ بقولہ تعالیٰ ولا تفرقوا والمراد من الجماعۃ عند اھل العلم ،اھل الفقہ والعلم و من فارقھم قد شبروقع فی الضلالۃ وخرج عن نصرۃ اللہ

تعالیٰ و دخل فی النار۔ لانّ اھل الفقه والعلم ھم المھتدون المتمسّکمو بسنة محمد علیه الصلاۃ والسلام وسنة الخلفاء الراشدین بعدہٗ ومن شذ عن جمھوراھل الفقه والعلم والسواد الاعظم فقد شذ فیمایدخلہٗ فی النار فعلیکم معاشر المومنین باتباع الفرقة الناجیة المسمّاۃ باھل السنة والجماعة فان نصرۃ اللہ تعالیٰ وحفظہٗ وتوفیقه فی موافقتھم وخذ وسخطہٗ ومقطہٗ فی مخالفتھم وھذہ الطائفة الناجیة قد اجتمعت الیوم فی اربعةٍ وھم الحنفیون والمالکیّون والشافعیّون والحنبلیون رحمھم اللہ ومن کان خارِ جامن ھٰذہِ الاربعة فی ھٰذاالزمان فھو من اھل البدعة والنار۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پکڑو تم سب اللہ کی رسی کو اور متفرق مت ہو۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ حبل اللہ (اللہ کی رسی) سے مراد جماعت ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد فرماتا ہے، **ولا تفرقوا** ۔ یعنی متفرق مت ہو۔ اور صاحب علم کے نزدیک جماعت سے مراد اہل فقہ اور اہل علم ہیں۔ لہٰذا جو شخص اہل فقہ اور اہل علم سے ایک بالشت کے مقدار جدا ہوا وہ گمراہی میں پڑا، نصرت الٰہی سے خارج ہوا، اور دوزخ میں داخل ہوا۔ اس لئے کہ اہل فقہ اور اہل علم ہی ہدایت پائے ہوئے ہیں۔ جو سنت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سنت خلفائے راشدین کو آپ کے بعد پکڑے ہوئے ہیں۔ لہٰذا جو شخص جمہور اہل فقہ اہل علم اور بڑی جماعت سے خارج ہوا پس تحقیق کہ وہ راہ راست اور حق سے الگ ہو گیا۔ اور وہ اس راہ پر گیا جو اس کو آگ میں لے جائے گی۔

پس اے گروہ مومنین اتباع لازم پکڑو فرقۂ ناجیہ کا جس کا نام اہل سنت و جماعت ہے۔ اس لئے کہ تحقیق اللہ کی نصرت، اللہ کی حفاظت اور اللہ کی توفیق اہل

سنت و جماعت کی موافقت میں ہے۔اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی، غضب اور غصہ اہل سنت و جماعت کی مخالفت میں ہے بے شک یہ فرقۂ ناجیہ ان دنوں مجتمع ہے انہیں چار مذہب میں اور وہ چاروں مذہب یہ ہیں:

مذہب حنفی

مذہب مالکی

مذہب شافعی

مذہب حنبلی

اللہ تعالیٰ کی ان چاروں مذہب پر رحمت نازل ہو آمین۔

جو شخص اس زمانے میں ان چاروں مذہب سے خارج ہوا اس طور پر کہ ان مذاہب میں سے کسی خاص پر قائم نہ رہا تو وہ شخص اہل بدعت اور اہل نار سے ہے۔

کیا عامل بالحدیث حضرات ان احادیث صحاح پر عمل نہ کرنے سے بھی اپنے آپ کو عامل بالحدیث فرمائیں گے۔

کیا علامہ طحطاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد جلیل کے مطابق اب بھی آپ حضرات مذاہب اربعہ سے خارج رہنے والوں کو مسلمان ہی کہیں گے ہرگز نہیں۔

اس کے بعد وہابی مولوی حاجی عیسیٰ صاحب نے مفتاح الجنۃ پر اعتراض کیا پھر مفتاح الجنۃ منگوائی گئی پھر وہابی مولوی سے وہ بھی نہ پڑھی گئی۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا

آخر وہابی مولوی عیسیٰ چپ ہو گئے۔جبکہ اس واقعہ سے قبل پیر میاں بن کر عوام کو چھری پڑھکر دے جاتے تھے۔اب فہرست ہی منگاتے رہ گئے۔پیری کچھ

کام نہ آئی۔ ذرا دیر میں ساری قلعی کھل گئی۔ اور کچھ ایسے گھبرائے کہ علی الصباح ،یا مولانا اغثنی، کہتے ہوئے گھر کو سدھارے (روانہ ہوگئے)

چھپتی نہیں ہے بات بناوٹ کی بال بھر
آخر کو کھل ہی جاتی ہے رنگت خضاب کی

چوں کہ ۔
آں قدح بشکست وآں ساقی نماند
ترجمہ: پیالہ وہ ٹوٹ گیا اور ساقی بھی وہ نہیں رہا۔

اس لئے ہم بھی چندے اپنے سیفِ قلم کو نیام میں رکھتے ہیں اور اس تیغ بُراں کے زخمی کو ٹھنڈا ہونے دیتے ہیں۔ حضرات بزرگان دین وعلمائے صالحین سے اپنی بے بضاعتی پر ایک توجہ کے امیدوار ہیں۔

خاشاک بیں کہ بر دل دریا گذر کند
ترجمہ: تنکے کو دیکھ کہ جو دریا پر سفر کررہا ہے

واللہ ولی فی الدنیا والاخرۃ وھو حسبی ونعم الوکیل فی العاجلۃ والاٰجلۃ والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی اٰلہ واصحابہٖ ومن تبعھم من الائمۃ المجتھدین الکاملین سیما علی امامنا الاعظم وھمامنا الافخم ابی حنیفۃ سید التابعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

خادم اہل سنت وجماعت
ابوالولی محمد عبدالرحمٰن محبی حنفی قادری نورالحلیمی نظامی فخری
ساکن پوکھریرا ڈاکخانہ رائے پور ضلع، مظفر پور

یادنوشت

کتاب مذکور چہک بلبل ناداں المعروف بہ حدیث وہابیاں کونقل کرنے کا سلسلہ آج مورخہ ۱۶/رمضان ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۰/مئی ۲۰۲۰ء روز یکشنبہ (اتوار) صبح ۹/بجکر ۴۰/ منٹ پر مکمل ہوا۔ یہ کام فقیر اس زمانہ میں اپنے دروازہ کی کوٹھری میں بیٹھ کر جستہ جستہ مکمل کیا جب پوری دنیا مہلک مرض کرونا وائرس سے پریشان چل رہی ہے اور ہمارے ملک ہندوستان میں بھی لاک ڈاؤن کا سلسلہ جاری ہے۔ برائے یاد داشت لکھ دیا۔

اسیر مجتبیٰ انجم مصباحی بقلم خود

□□□

محبّ اعلیٰ حضرت سرکار محبّی رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ کے آئینے میں

از: ریحان رضا انجم مصباحی

تعارف	ماہ تاریخ	سن
ولادتِ باسعادت	۱۴؍رجب بروز جمعہ مبارکہ	۱۲۷۲ھ ۲۱؍مارچ ۱۸۵۶ء
رسم بسم اللہ خوانی والد ماجد نے کرائی	اوائل صفر	۱۲۷۶ھ
تکمیل حفظ قرآن مقدس		۱۲۷۹ھ
تکمیل تعلیم		۱۲۸۸ھ
مرشد گرامی شہزادۂ غوث اعظم سید نور الحلیم شاہ کاشغری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات وبیعت	اوائل ربیع الغوث	۱۲۹۲ھ
سرکار داتا نور الحلیم شاہ کاشغری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خلیفہ وجانشین منتخب فرمایا	پہلی مرتبہ بارہ روز صحبت مبارک کے بعد	۱۲۹۲ھ
وصال والد ماجد استاذ الاساتذہ علامہ منیر الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ	۲۲؍رجب المرجب	۱۲۹۷ھ
وصال والدہ ماجدہ	۹؍ذی قعدہ	۱۳۰۱ھ
عقد مسنون	۲۲؍شوال المکرّم	۱۳۰۳ھ
خلف اکبر وجانشین علامہ ولی الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت	۱۳؍محرم الحرام	۱۳۰۵ھ

وصال مرشد برحق سرکار داتا نور الحلیم کاشغری رحمۃ اللہ علیہ	۳؍ربیع النور	۱۳۰۶ھ
انجمن نور اسلام کا قیام	۲۳؍محرم الحرام	۱۳۰۸ھ
مدرسہ نور الہدیٰ کا قیام	۵؍شوال المکرم	۱۳۱۰ھ
سرزمین پوکھریرا پر چار روزہ تاریخ ساز کانفرنس۔(۱)	۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵ صفر المظفر	۱۳۱۸ھ

(۱) اس کانفرنس کی خصوصیت یہ تھی کہ جلسہ گاہ چہار جگہ علم کی گئی علما کا اسٹیج بنا تھا، اور جس عنوان پر اول اسٹیج پر تقریر کرنی ہے وہی تقریر موصوف کو بقیہ اسٹیج پر کرنی تھی غالباً یہ صورت لاؤڈ اسپیکر نہ ہونے کے سبب متعین کی گئی ہو۔

امام اہل سنّت اعلیٰ حضرت کو اسی کانفرنس میں تشریف لانا تھا نہ لا سکے۔ لیکن ایک جبہ اور خط ارسال کیا۔ حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں اپنے والد ماجد کے قائم مقام بن کر پہلی بار پوکھریرا تشریف لائے۔ ان کے علاوہ دیگر قابل ذکر علمائے کرام مندرجہ ذیل ہیں: خاتم المحدثین حضرت علامہ محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علامہ عبد السلام جبل پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت علامہ الحاج الشاہ حمد اللہ کمال الدین پشاوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت علامہ ابو محمد محمد دیدار علی الوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت علامہ مولانا ہدایت اللہ رامپوری رحمۃ اللہ علیہ نوٹ: پوکھریرا میں منعقد ہونے والی اس کانفرنس میں پوکھریرا کے کنوئیں تالاب کا پانی ناکافی ہو گیا جس کے سبب جم غفیر کی تشنگی بجھانے کے لیے علمائے اہل سنّت کی موجودگی میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور حجۃ الاسلام بریلوی نے اپنے دست مبارک سے پہلا پھاوڑا زمین پر مارا پھر ایک صاف وشفاف ایسا چشمہ جاری ہوا کہ جملہ شرکار کانفرنس کے لیے کافی ہو گیا یہ جگہ مدرسہ نور الہدی سے مغرب کی جانب دریا کی آغوش میں ہے اس جگہ کا پانی آج تک کبھی خشک نہیں ہوا۔		۱۳۱۸ھ
غیر مقلد سے تقلید کے موضوع پر مولوی محمود بالا ساتھوی سے تاریخی مناظرا ہوا۔ اور مولوی محمود نے مجمع عام میں وجوب تقلید کو تسلیم کیا۔	۱۱، ۱۲ رجب	۱۳۲۰ھ

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مولوی عبدالوہاب دیوبندی دربھنگوی سے مناظرہ	جمادی الاول	۱۳۲۱ھ
پنج روزہ کانفرنس بمقام پوکھریرا	اواخر صفر	۱۳۲۴ھ
اس کانفرنس کا آنکھوں دیکھا حال اور سرکار محبیٰ کی خدمات پر ابوالمساکین علامہ ضیاء الدین پیلی بھیتی نے منظوم کتاب تحریر فرمائی بنام "توضیح ملل"		۱۳۲۵ھ
وہابیوں کو مسجد سے نکالنے سے تعلق حضرت محدث سورتی سے استفتا فرمایا جواب آنے کے بعد اس رسالہ پر آپ نے مفید حواشی تحریر فرما کر شائع فرمایا۔	۲۸/ذی قعدہ	۱۳۲۱ھ
"دیور بھاوج" غیر محرمات سے پردہ پوشی سے متعلق جو آیات کریمہ واحادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں ان سب کی تشریح و تفصیل منظوم تحریر فرمائی۔		۱۳۰۹ھ
"تمسک اقویٰ باحادیث نبی الانبیاء" دربھنگہ ضلع موجودہ مدھوبنی کے بسفی علاقہ کی عوام اہل سنّت نے وہابیوں کی ایمان سوز تحریک سے عاجز آ کر جب آپ سے فریاد کی تو آپ نے یہ کتاب دو حصوں میں تحریر فرما کر ارسال فرمایا		۱۳۲۲ھ
"تعلیم التفسیر محبیٰ" آپ اپنی درس گاہ میں قرآن حکیم کی تفسیر کا جو اپنے خلف اکبر حضرت مولانا ولی الرحمٰن کی جماعت کو درس دیتے تھے، اُسے تحریری شکل میں تیار کر کے ماہنامہ تحفۂ حنفیہ میں قسط وار شائع فرمایا۔ پہلی قسط		۱۳۱۹ھ

ترجمہ نسائی شریف بنام "نور الهدیٰ في ترجمة المجتبیٰ" پوکھریرا سے شائع ہونے والا پندرہ روزہ رسالہ میں قسط وار شائع فرمایا۔		
"الجواب المستحسن في رد هفوات المرتضیٰ حسن" امام اہل سنّت سرکار اعلیٰ حضرت پر مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگوی کے افترا سے پُرتحریر کا مسکت جواب شائع فرمایا	ماہ مئی	۱۹۱۱ء ۱۳۲۸ھ
"ثبات بحیات حبیب المعروف بہ تحفۂ مجی لعطا مولیٰ" علاقہ ترہت میں مولوی اشرفعلی کی آمد ہونے والی تھی جس پر ان کے متبعین نے سنیت کے خلاف خباثت سے پر ایک پوسٹر شائع کیا جس کا جواب لکھتے ہوئے اخیر میں مولوی اشرفعلی کو چیلنج مناظرہ کرتے ہوئے ایک تاریخی خط بھی تحریر فرمایا۔ (یہ کتاب بریلی شریف سے شائع ہوئی)	رمضان المبارک	۱۳۴۶ھ
"چہک بلبل ناداں" معروف بہ حدیث وہابیاں محمد بن عبدالوہاب نجدی اور شاہ مسعود کی شاطرانہ سازشوں پر علمائے حق اور شاہ ترکی کی جرأت ایمانی وحقانی پر نادر ونایاب تحریر جو ماہنامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ میں قسط وار شائع ہوئی	ربیع النور	۱۳۲۰ھ
"احکام حق" ۳۵۰، صفحات پر مشتمل بصیرت افروز کتاب		۱۳۱۷ھ
"غرۂ مجلین المعروف بہ نور اسلام" حصہ اول، دوم ارکان اسلام پر عالمانہ وعارفانہ سیر حاصل تحریر		۱۳۴۶ھ

"نور الطلاب في علم الانساب" سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واہل بیت اطہار پر دو حصوں میں۔		۱۳۳۳ھ
"دستور السواک" مسواک کی فضیلت ومسنون طریقہ پر مشتمل۔		۱۳۱۷ھ
"شش تکبیر عید واجب" یہ بھی وہابیوں کی رد میں تحریر فرما کر شائع فرمایا۔	ماہ اگست	۱۳۲۹ھ
مکمل قرآن مقدس کا فارسی ترجمہ (قلمی نسخہ موجود ہے)		

"آل انڈیا سنی کانفرنس" صدرالافاضل کی تحریک پر ملک گیر پیمانے پر منعقد ہونے والی صوبۂ بہار کی پہلی کانفرنس پوکھریرا میں منعقد ہوئی۔ **جس میں مندرجہ ذیل علما خاص طور پر شریک تھے:** (۱) شہزادۂ حضور حجۃ الاسلام علامہ الحاج حامد رضا خان قادری بریلی شریف۔ (۲) محدث اعظم ہند حضرت علامہ سید محمد اشرفی کچھوچھہ مقدسہ (۳) مفسر قرآن حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین رضوی مرادآباد۔ (۴) بادۂ الست حضرت الحاج نعمت علی عرف خاکی بابا ۔ **مجلس منتظمہ کی کمان مندرجہ ذیل علما کے ہاتھوں میں تھی:** (۵) حضرت علامہ مولانا ولی الرحمان قادری علیمی (۶) حضرت علامہ مولانا شفاء الرحمٰن (۷) حضرت علامہ مولانا حکیم عطاء الرحمٰن (۸) حضرت علامہ شرف الدین قادری	خلف اکبر سرکار محبیٰ بھتیجہ وداماد سرکار محبیٰ خلیفہ وداماد سرکار محبیٰ داماد سرکار محبیٰ	۱۳۲۴ھ
سرکار محبیٰ کی تحریروں سے معلوم ہوا کہ آپ کے شاگردوں کی مجموعی تعداد تقریباً ۳۰۰۰ تھی۔		۱۳۴۶ھ
"نور الہدیٰ" پندرہ روزہ رسالہ آپ کی تحریروں سے آراستہ جاری ہوتا تھا۔		۱۳۴۲ھ

وصال پُرملال سرکار محبیؔ علیہ الرحمۃ والرضوان	۱۸؍جمادی الاولیٰ	۱۹؍ستمبر
نماز جنازہ خلف اکبر علامہ ولی الرحمٰن علیمی نے پڑھائی	۱۳۵۱ھ بروز پیر	۱۹۳۲ء
سرکار محبی کے وصال کی خبر جب حضور حجۃ الاسلام کو بریلی شریف میں ملی تو آپ نے فوراً قرآن خوانی کا حکم فرمایا پھر بعد قرآن خوانی ایک تعزیتی محفل منعقد فرمائی جس کا اختتام آپ کی دعاؤں پر ہوا۔		۱۳۵۱ھ

شرکاے عرس چہلم:

(۱) شہزادۂ حضرت حجۃ الاسلام علامہ الحاج الشاہ محمد حامد رضا خان قادری برکاتی بریلی شریف

(۲) محدث اعظم ہند حضرت علامہ مولانا سید محمد اشرفی ، کچھوچھہ مقدسہ۔

(۳) فقیہ اعظم ہند حضور صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی امجد علی اعظمی (مصنف بہار شریعت)

(۴) ملک العلما حضرت علامہ مولانا مفتی ظفر الدین قادری رضوی (مصنف صحیح البہاری)

(۵) محقق عصر حضرت علامہ ضیاء الدین پیلی بھیتی۔ مدیر تحفہ حنفیہ، پٹنہ بہار۔

(۶) حضرت علامہ سید سلیمان اشرف بہاری، سابق صدر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

(۷) محدث بہار حضرت علامہ مولانا محدث احسان علی صاحب رضوی

(۸) شیر بشۂ اہل سنت علامہ حشمت علی خاں پیلی بھیتی

تصنیفات محشّی کے ناشرین و مہتممین:

(۱) فقیہ اعظم ہند صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی رضوی۔ (مصنف بہار شریعت)

(۲) قاضی عبد الوحید فردوسی، مالک مطبع پٹنہ

(۳) نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مولانا ابراہیم رضا خان جیلانہ میاں (بریلی شریف)

(۴) ابو السالکین حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین پیلی بھیت شریف۔ (مدیر ماہنامہ تحفہ حنفیہ پٹنہ)

(۵) ملک العلما حضرت علامہ مولانا ظفر الدین بہاری رضوی علیہ الرحمہ والرضوان (مصنف صحیح البہاری)

(۶) خادم عارفاں جناب عابد علی خاں صاحب (لکھنؤ)

(۷) سید فضل کریم، پٹنہ

تصنیفاتِ محبیؔ پر تقریظات وتصدیقات لکھنے والے حضرات:

(۱) مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان۔

(۲) خاتم المحدثین حضرت علامہ مولانا وصی احمد صاحب سورتی

(۳) محدث کبیر علامہ شاہ رحیم بخش رضوی ۔سابق شیخ الحدیث فیض الغربا، آرہ بہار۔

(۴) مدفن بے مثیل حضرت علامہ مولانا ابونعمان محی الدین اعجاز حسین مجددی

(۵) حضرت علامہ مولانا شاہ سید مقصود عالم نقش بندی

(۶) حضرت علامہ مولانا ابومحمد دیدار علی سنی حنفی ریاست الور۔

(۷) رئیس عظیم آباد حضرت علامہ مولانا قاضی محمد عبدالوحید صاحب صدیقی مالک و مہتمم ماہنامہ "تحفہ حنفیہ" پٹنہ و مطبع اہل سنّت پٹنہ۔

(۸) حضرت علامہ مولانا شاہ فدا احمد مجددی

(۹) حضرت علامہ مولانا محمد ارشد علی

(۱۰) حضرت علامہ مولانا عنایت اللہ خان صاحب ولد جناب حبیب اللہ خان صاحب

(۱۱) حضرت علامہ مولانا امانت اللہ

(۱۲) حضرت علامہ مولانا ہدایت اللہ صاحب رامپور

(۱۳) عاشق اولیا جناب شاہ محمد حسین صاحب رمز حاجی پوری

☆☆☆

فہرست تصنیفاتِ سرکار محبّی

ترتیب: اسیر محبّی ریحان رضا انجم مصباحی

نمبر شمار	اسمائے کتب
۱	نورالایمان فی ترجمۃ القرآن (بزبان فارسی قلمی نسخہ)
2	تعلیم التفسیر محبّی المعروف تفسیر محبّی اُردو
3	نورالاحادیث
4	غرّہ مجلین المعروف نوراسلام حصہ اول
۵	غرّہ مجلین المعروف نوراسلام حصہ دوم
۶	نورالطلاب فی علم الانساب المعروف فضائل نام ونسب اول
۷	نورالطلاب فی علم الانساب المعروف فضائل نام ونسب دوم
۸	تمسک اقوی باحادیث نبی الانبیاء
۱۰	تعلیماتِ مرغوب محبّی فارسی/ اردو
۱۱	الحبل القوی لہدایۃ الغوی المعروف اثباتِ تقلید شرعی
۱۲	نورالہدیٰ فی ترجمۃ المجتبیٰ المعروف بی عظمت امام اعظم
۱۳	چہک بلبل ناداں المعروف حدیث وہابیاں
۱۴	دیور بھاوج المعروف غیر محرم کا شرعی حکم
۱۵	بارہ ماسہ محبّی اُردو
۱۶	بارہ ماسہ ہندی

۱۷	دستورالسواک المعروف مسواک کے آداب وفضائل
۱۸	ثبات بحیات حبیب المعروف تحفہ محبیؒ لعطا مولیٰ
۱۹	الجواب المستحسن فی رد ھفوات المرتضیٰ حسن
۲۰	شش تکبیر عید واجب معتبر رسالہ
۲۱	خطبہ عید الفطر معتبر ومستند
۲۲	خطبہ عید الاضحیٰ معتبر ومستند
۲۳	نور الجمعہ مسائل جواز جمعہ
۲۴	نور الغیب حصہ اول
26	نور کلید حصّہ دوم نور الغیب
27	نور الجواب
28	نور السلام وظائف میں مستند رسالہ
29	نور بخشش (مجموعہ کلام)
30	لابری عذاب القبر
31	معلوماتِ محبیؒ بی سینہ کی ادویات قلمی
32	قند طفلاں حصہ اول
33	قند طفلاں حصہ دوم
34	شمع شبستان معقول جواب
35	دیوبندی کا ابطال تلمیذ
36	احکام حق
37	انفع الشواھد لمن یخرج الوہابیین عن المساجد
38	الجرح

39	موعظ حسنہ
40	ترجمہ نسائی شریف
41	فروغ ہالہ المعروف بنجم المیلاد (مصنفہ شہزادیٔ مجی نجم النساء)

☆☆☆